بسم اللہ الرحمان الرحیم

زندہ در گور لوگوں کے رویے

محترم محمد ہارون خان صاحب کے مضمون ''غلام مسیح الزماں؟'' پر علمی تبصرہ

الحمد لله الذى علم بالقلم،علم الا نسان مالم يعلم والصلاة

ولسلام على سيدنا محمد ﷺ و على المسيح الموعودؑ

محترم محمد ہارون خان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

آنجناب کا تحریر کردہ ایک مضمون بعنوان ''غلام مسیح الزماں؟'' خاکسار کو موصول ہوا ہے۔آپ نے مضمون کے آغاز میں انتہائی سچی اور کھری باتیں لکھی ہیں۔کاش! سلائے گئے ذہنوں پر ان کا اثر ہو۔اولاً۔بجا طور پر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں جہاں ایک مصلح کی بشارت دی گئی ہے وہاں اس میں یہ خبر بھی موجود ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کے لوگ اسیر بنا لیے جائیں گے۔ثانیاً۔واقعی ہر دور میں نئے نظریات کا پرچار کرنیوالوں کی مخالفت اور ان پر کفر کے فتاوی لگانے والے انکے اپنے لوگ ہوتے ہیں۔غیروں کو ان سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔جرمن زبان کا قول ہے۔"Jede Wahrheit braucht einen Mutigen,der sie ausspricht." ہر سچائی کے بیان کرنے کے لیے ایک بہادر انسان چاہیے۔خواہ یہ موسیٰؑ تھا یا عیسیٰؑ۔خواہ یہ محمد ﷺ تھا یا مرزا غلام احمدؑ۔خواہ یہ سقراط تھا یا گلیلیو۔نئے نظریات کا پرچار کرنے والے یہ لوگ اپنے وقت کے بہادر انسان تھے۔یہ لوگ کسی خبط کا شکار نہیں تھے اور نہ ہی آج میں ہوں بلکہ کسی نہ کسی رنگ میں سچائی ان پر ظاہر ہو گئی تھی۔انہوں نے مخالفت کی پرواہ کیے بغیر اپنے وقت میں مرّوج غلط عقائد کو نہ صرف لتاڑا بلکہ سچائی کے لیے ہر قسم کی قربانیاں بھی دیں۔ثالثاً۔اگر خاکسار غلطی خوردہ تھا تو کیوں نہ دو چار نامی علماء نے میری غلطی کو بے نقاب کیا۔؟ آپکا مضمون پڑھنے کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ خاکسار آپکی مہربان توجہ چند باتوں کی طرف مبذول کروائے۔صفحہ ۴ پر آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

''لاکھوں کروڑوں احمدی جو دل کی گہرائیوں سے مسیح موعودؑ کو سچا نبی تسلیم کرتے ہیں وہ سب ان کے روحانی بیٹے ہیں۔وہ سارے غلام مسیح الزماں ہیں۔''

غلام مسیح الزماں سے مراد۔؟

محترم خانصاحب:۔غلام مسیح الزماں ایک الہامی اصطلاح ہے۔وہ اس طرح کہ جس طرح آپ نے مضمون کا آغاز ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی سے شروع کیا ہے۔اس میں اللہ تعالی نے اپنے مہدی و مسیح موعودؑ سے فرمایا ہے کہ ''ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔'' یہ موعود الہامی غلام جماعت احمدیہ میں صرف ایک ہی ہے لاکھوں کروڑوں نہیں۔اسی طرح اللہ تعالی نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمدؑ کیلئے درج ذیل الہامی شعر میں ''مسیح الزمان'' کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

بر تر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے ۔ جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۸۶ حاشیہ)

اب ''غلام'' بھی ایک الہامی لفظ ہے اور ''مسیح الزماں'' بھی الہامی الفاظ ہیں۔لہذا ''غلام مسیح الزماں'' کی الہامی اصطلاح سے جو تصور ابھرتا ہے اس سے مراد صرف اور صرف مسیح الزماں کے اس موعود زکی غلام کی ہے جس کا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں وعدہ بخشا گیا تھا۔عمومی مفہوم میں تو سارے احمدی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے اسی طرح غلام ہیں جس طرح عمومی مفہوم میں ساری امت محمدیہ آنحضرت ﷺ کی غلام ہے۔جس طرح آنحضرت ﷺ کا وہ موعود غلام جس کیلئے امت میں امام مہدی و مسیح موعود کی اصطلاحیں رواج پا چکی ہیں وہ ساری امت میں ایک ہی ہے ساری امت نہیں بالکل اسی طرح لاکھوں کروڑوں احمدی بلا شک وشبہ مسیح الزماں کے غلام تو ہیں لیکن ''غلام مسیح الزماں'' کی الہامی اصطلاح اسی موعود زکی غلام کیلئے مستعمل ہو سکتی ہے جسکا وعدہ الہامی پیشگوئی میں موجود ہے۔اگر جماعت احمدیہ میں کسی وقت حضرت مسیح الزماںؑ کا کوئی خلیفہ یا جانشین اپنے کسی منظوم یا غیر منظوم کلام میں شعوری یا لاشعوری طور پر ''غلام مسیح الزماں'' کی یہ الہامی اصطلاح استعمال فرمائے جیسا کہ درج ذیل شعر میں خلیفہ رابع نے استعمال فرمائی ہے۔

عصر بیمار کا ہے مرض لا دوا ، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا

اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

تو اس غلام مسیح الزماں سے مراد کوئی عام احمدی نہیں لیا جا سکتا بلکہ قطعی طور پر وہ موعود زکی غلام ہی ہے جس کا وعدہ مسیح الزمانؑ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دیا گیا تھا۔ اس سے آگے آپ فرماتے ہیں:۔

''لیکن وہ احمدی جوان کی صلب سے نہ ہوا گر پیشگوئی میں مذکور الفاظ غلاماً زکیاً کا مصداق خود کو ٹھہرائے گا۔ تو یہ اسکی غلط فہمی ہوگی۔''

محترم خان صاحب:۔ آپ کے پاس اپنے اس دعویٰ کی کوئی دلیل ہے۔؟ اگر تھی تو آپ نے اسے درج کیوں نہیں کیا۔؟ میرے فہم اور علم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے اپنے آسمانی کلام میں کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا کہ وہ موعود ''زکی غلام'' کو اسکی صلب سے پیدا کرے گا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے سے کوئی ایسا وعدہ ہی نہیں فرمایا تو آپ خواہ مخواہ جوش عقیدت اور جوش محبت میں اللہ تعالیٰ کو اس کا پابند کیوں کر رہے ہیں۔؟ یہ تو ایسا ہی معاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ سے کسی مسیح کے آسمان سے بجسم عنصری نازل ہونے کا کوئی الہامی وعدہ نہیں فرمایا تھا جبکہ امت محمدیہ غلطی سے اللہ تعالیٰ کو مسیح موعود کے آسمان سے بجسم عنصری نزول کیلئے پابند کر کے بیٹھی ہے۔ خان صاحب۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ امت محمدیہ کی اکثریت کی خواہش کے مطابق کیا مسیح موعود بجسم عنصری آسمان سے نازل ہونگے۔؟ ہرگز نہیں۔ غلام مسیح الزماں کے صلبی ہونے کا فتنہ بھی اسی قسم کا ہے اور یہ حضورؑ کی صلبی اولاد کا خود پیدا کردہ ہے۔ خاکسار بھی حضورؑ کی صلبی اولاد سے عقیدت رکھتا ہے۔ یہ جائز عقیدت اپنی جگہ پر لیکن دین اسلام ہمیں بت پرستی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ آپکا یہ فرمانا کہ ''غلام مسیح الزماں حضورؑ کی صلب میں سے پیدا ہوگا'' میری کتاب میں مذکور دونوں سوالوں کے علاوہ ایک نیا سوال بنتا ہے۔ اگر میری کتاب کے حصہ اول اور میرے بعض دیگر مضامین کا آپ بغور و فکر مطالعہ کرتے تو اس سوال کا جواب بھی وہاں موجود تھا۔ لیکن خاکسار یہاں ایک بار پھر اسکا جواب لکھتا ہے۔

دو پیشگوئیاں یا دونشان یعنی ایک موعود لڑکا اور ایک موعود غلام۔

دلیل کے واسطے میں ایک بار پھر آپکی مہربان توجہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی طرف مبذول کرواتا ہوں جسکے ساتھ آپ نے اپنے مضمون کا آغاز کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:۔

''سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔۔۔۔''

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے الہامی لفظ ''غلام'' کیساتھ بریکٹ میں لفظ لڑکا لکھا ہے۔ یہ ملہم کا لفظ غلام کے متعلق اپنا اجتہاد اور قیاس ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنی اس الہامی پیشگوئی میں اپنے بندے کو ایک بشارت وجیہہ اور پاک لڑکے کی بخشی تھی جبکہ دوسری بشارت زکی غلام کی تھی۔ یہ یاد رہے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ بشارتیں ہیں نہ کہ ایک بشارت۔ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور ''زکی غلام'' دو الگ الگ وجود ہیں۔ خود بانئے جماعتؑ نے اسکی تصدیق یوں فرمائی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

''یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان ۔۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے یہ تمام عبارت ۔۔۔۔ چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روزہ رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور اخیر تک اسکی تعریف ہے ۔۔۔۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی ۔۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔ جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں ۔۔۔۔ الہام نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ چوتھا ایڈیشن بحوالہ مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ)

۲۱ جون ۱۹۰۳ء کے دن اللہ تعالیٰ نے حضورؑ پر جو الہامات نازل فرمائے تھے، وہ بھی اسی امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے یعنی ایک ''موعود لڑکا'' اور ایک ''موعود غلام''۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

۲۱ جون ۱۹۰۳ء۔ (الف) ''مجھے دو عصا دیئے گئے۔ ایک جو میرے پاس تھا۔ دوسرے وہ جو گم ہو گیا تھا۔ اور گمشدہ عصا کو جو میں نے دیکھا تو اسکے منہ پر لکھا ہوا تھا:۔ دعاء ك مستجاب۔'' (ترجمہ۔ تیری دعا مقبول ہے۔) (تذکرہ صفحہ ۴۹۳ بحوالہ البدر جلد ۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۷۹)

(ب) ''۲۱ جون کو ایک چھڑی پر یہ لکھا ہوا دکھایا گیا۔ دعاء ك مستجاب۔'' (ترجمہ۔ تیری دعا مقبول ہے۔) (ایضاً)

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ انکشاف فرمایا ہے کہ ان الہامات میں جو دو عصاؤں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ یہ دو عصا وہی دو نشان ہیں جن کا ذکر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں فرمایا گیا تھا۔ ایک عصا جو پاس رہا اس سے مراد تو ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' ہے اور دوسرا عصا جو گم ہو گیا اور جسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے دعاء ك مستجاب یعنی تیری دعا مقبول ہے اس سے مراد ''غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود'' ہے۔ اور اس وقت بالکل اسی الہام کے مطابق کیا ''غلام مسیح الزماں'' جماعت کی نظروں سے اوجھل نہیں کر دیا گیا۔؟ خاکسار یہاں مکرر عرض کرنا چاہتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی اولاً غلام مسیح الزماں کے متعلق ہے۔ اپنے اس موعود زکی غلام کو آپؑ نے مصلح موعود کا نام دیا ہے۔ ثانیاً اسی الہامی پیشگوئی میں بطور فرع ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کی پیشگوئی کا بھی ذکر ہے جو کہ حضورؑ کے تخم اور ذریت و نسل میں سے ہوگا۔ آپؑ اسی سلسلہ بیان میں ارشاد فرماتے ہیں۔

’’اور یہ دھوکہ کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی (۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی۔ناقل) کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔۔۔اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔‘‘ (تذکرہ صفحہ ۱۳۲ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۶۷ حاشیہ)

اب میں پھر ’’زکی غلام‘‘ کی طرف آتا ہوں۔الہامی پیشگوئی میں الہامی عبارت کچھ اس طرح ہے۔’’سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔۔۔‘‘محترم خان صاحب: آپکے خیال اور دعوی کے مطابق اگر اللہ تعالی نے زکی غلام کو حضورؑ کی جسمانی صلب سے پیدا کرنا تھا تو کیا اللہ تعالی اپنا الہامی کلام اپنے بندے پر اس طرح نہیں نازل فرما سکتا تھا۔؟’’سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔وہ لڑکے تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہونگے۔۔۔۔‘‘اور اس طرح دونوں لڑکوں کا حضور علیہ السلام کے صلبی بیٹے ہونے کا معاملہ بالکل واضح ہو جاتا اور کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہتی۔(نوٹ۔اس صورت میں جس طرح کہ حضورؑ کی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی ’’زکی غلام‘‘ کی بشارت کا سلسلہ جاری رہا ہے تو ہم یہ خیال یا دعوی کر سکتے تھے کہ زکی غلام حضورؑ کی صلب میں سے ہی پیدا ہوگا) حالانکہ اللہ تعالی قادر تھا وہ چاہتا تو ایسا کر سکتا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ وضاحت کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔اللہ تعالی نے دوسرے نشان یا وجود کی بشارت لفظ ’’لڑکا‘‘ کی بجائے لفظ ’’غلام‘‘ میں عطا فرمائی اور اس طرح دوسرے نشان یعنی زکی غلام کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صلبی بیٹا ہونے کی شرط نہ رہی اور صرف روحانی فرزند ہونے کی شرط رہی یعنی آپکا پیروکار ہونے کی۔غلام کیلئے حضور علیہ السلام کا صلبی لڑکا ہونا صرف حضور علیہ السلام کا اپنا ذاتی اجتہاد اور قیاس تھا ورنہ الہامی پیشگوئی میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کی بشارت دینے کے بعد حضورؑ کی قریباً وفات یعنی ۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک اللہ تعالی اس زکی غلام کی مختلف انداز میں انہی صفات کیساتھ جنکا ذکر مفصل الہامی پیشگوئی میں موجود ہے بشارت دیتا رہا ہے۔لیکن اللہ تعالی نے حضورؑ کی وفات تک اپنے کلام میں کہیں اس کا اشارہ تک بھی نہیں فرمایا کہ وہ اس زکی غلام کو آپکی صلب سے ہی پیدا کرے گا۔اگر آپ یا جماعت احمدیہ کا کوئی اور عالم کلام الہی سے (کلام ملہم سے نہیں) جو حضورؑ پر آپ کی وفات تک نازل ہوتا رہا ہے یہ ثابت کردے کہ اللہ تعالی نے آپؑ سے ایسا کوئی الہامی وعدہ کیا ہوا ہے تو خاکسار حسب وعدہ اپنی مقرر کردہ انعامی رقم کے نصف کے برابر رقم اس تیسرے سوال کیلئے بھی آپکو یا جو بھی یہ ثابت کرے گا ادا کرنے کے لیے تیار ہے۔کیا کوئی ہے۔؟(نوٹ۔جس طرح اللہ تعالی نے ’’زکی غلام‘‘ کیلئے حضورؑ کی صلب سے پیدا ہونے کی کوئی شرط مقرر نہیں کی اسی طرح امت محمدیہ کے دوسرے بہتر (۷۲) فرقے بھی اس اعزاز سے محروم ہو گئے ہیں کہ غلام مسیح الزماں ان میں سے کسی فرقے میں پیدا ہوتا کیونکہ اس کیلئے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اطاعت اور غلامی شرط قرار پائی ہے لہذا وہ آپکی جماعت میں سے ہی ہوگا)۔حضورؑ فرماتے ہیں۔ ؎

جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا ۔ نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ حیا یہی ہے

موعود لڑکے کی قدرے تفصیل۔

وہ وجیہہ اور پاک لڑکا جسکے متعلق اللہ تعالی نے وعدہ فرمایا تھا کہ ’’وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔‘‘الہی وعدہ کے مطابق یہ لڑکا حضورؑ کے گھر میں بتاریخ ۷۔اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوا۔آپؑ نے اس لڑکے کا نام بشیر احمد رکھا۔لیکن الہی وعدہ کے مطابق پھر یہ لڑکا شیر خوارگی میں ہی بتاریخ ۴۔نومبر ۱۸۸۸ء کو فوت ہو گیا۔اسکی وفات پر مخالفوں کے شور مچانے اور بے جا باتیں کرنے پر جب اللہ تعالی کے برگزیدہ نبی کو غم لاحق ہوا تو اللہ تعالی نے آپ علیہ السلام کو بشارت عطا فرمائی کہ وہ لڑکا تجھ کو واپس دیں گے یعنی اسکا مثیل عطا فرمائیں گے۔اسی سلسلے میں آپؑ فرماتے ہیں۔

’’ان لی کان ابناً صغیرًا وکان اسمه بشیرًا فتوفاه اللہ فی ایام الرضاع۔واللہ خیر وابقی للذین اثروا سبل التقوی والار تیاع فالهمت من ربی۔’’انا نردہ الیک تفضلًا علیک۔‘‘(تذکرہ صفحہ ۱۳۰۔۱۳۱ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱)

ترجمہ۔میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہو گیا۔اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقوی اور خشیت الہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہو انکی نظر اللہ تعالی پر ہی ہوتی ہے۔اس وقت مجھے خدا تعالی کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ’’ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے‘‘(یعنی اس کا مثیل عطا ہوگا۔سو اللہ تعالی نے ایک دوسرا بیٹا عطا فرمایا)۔

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ بشیر احمد(اول) تو فوت ہو گیا لیکن بشیر احمد(اول) کے مثیل کی بشارت ملنے سے بشیر احمد(اول) سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کا حصہ زندہ رہا۔بشیر احمد (اول) کے مثیل کی بشارت کے متعلق اللہ تعالی نے مزید یوں فرمایا ہے۔

(ا) ’’خدا تعالی نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔جس کا نام محمود بھی ہے۔وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔یخلق اللہ مایشاء۔‘‘

(تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۷۹)

(ب) ''ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ''ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا'' یہ وہی بشیر ہے۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے۔ جسکی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یخلق ما یشاء'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ۔ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۵ صفحہ ۵۰)

چناچہ اسی بشارت کے تحت پھر مثیل بشیر احمد (اول) یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی پیدا ہوئے اور اس طرح وہ موعود صلبی لڑکے یعنی ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا'' کی الہامی بشارت کے مصداق بنے۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ حضورؑ نے یہ فرمایا تھا:۔

''خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو (۲) سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۷۹)

تو خاکسار اس سلسلہ میں عرض کرتا ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا یہ اپنا اجتہادی خیال اور اپنی آرزو تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی یہ آرزو پوری نہ کی اور زکی غلام کی بشارت کو آپؑ کی روحانی ذریت کی طرف منتقل کر دیا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ اس الہامی پیشگوئی کا مصداق حضورؑ کا کوئی صلبی لڑکا نہیں تھا لیکن پھر بھی زکی غلام حضورؑ کی صلب سے ہی پیدا ہوگا۔ تو پھر جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ ایسے شخص کو کلام الٰہی سے ایسا ثابت کر کے دکھانا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا وعدہ کیا ہوا ہے۔ کلام الٰہی کے مقابلہ میں ملہم کے اپنے اجتہادی کلام کی حیثیت ثانوی ہے خواہ وہ مقام نبوت پر ہی فائز کیوں نہ ہو۔ اگر بشری کمزوری کے تحت کلام الٰہی اور ملہم کے اپنے اجتہادی کلام میں کوئی تضاد پیدا ہو جائے تو پھر کلام الٰہی کی پیروی کرنا ضروری ہے نہ کہ ملہم کے اجتہادی کلام کی۔ لیکن افسوس سے لکھ رہا ہوں کہ آج تک جماعت احمدیہ میں حضورؑ کی صلبی اولاد نے آپؑ کے اجتہادی کلام کی پیروی کی ہے نہ کہ کلام الٰہی کی۔ وہ کلام جسکے متعلق حضورؑ نے بانگ دہل فرمایا کہ یہ خدا کا کلام مجھ پر نازل ہوا ہے اسے یکسر نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ یہ ویسا ہی ہے جس طرح امت محمدیہ کی اکثریت نے احادیث میں مذکور لفظ ''نزول'' پر سخت پنجہ مارا اور قرآنی وحی متلو کو نعوذ باللہ پیٹھ پیچھے پھینک دیا تھا۔

موعود زکی غلام کی قدرے تفصیل۔

محترم خان صاحب:۔ (۱) آپ نے بھی اپنے مضمون میں ذکر کیا ہے کہ عربی کا لفظ ''غلام'' ذومعنی ہے اور قرآن پاک میں یہ لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔ صلبی یا حقیقی بیٹے کے معنی میں سورۃ الحجر آیت: ۵۴، سورۃ مریم آیات: ۸ و ۲۰، سورۃ صافات آیت: ۱۰۲ اور سورۃ ذاریات کی آیت: ۲۹ میں آیا ہے جبکہ سورۃ یوسف آیت: ۲۰ اور سورۃ کہف آیات: ۷۵ و ۸۱ و ۸۳ میں غیر صلبی جوان لڑکے کے معنی میں آیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ حضورؑ کے صلبی بیٹوں کا سلسلہ مبارک احمد کی پیدائش کے بعد ختم ہو گیا تھا لیکن موعود زکی غلام کی بشارات اسکی مختلف صفات کے ساتھ ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا زکی غلام سے متعلق ان الہامی بشارات کو دہرانے کا مقصد کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ زکی غلام سے متعلق ان الہامی بشارات میں یہ پیغام دے رہا تھا کہ بشارت تو بچے کی پیدائش کی ہوا کرتی ہے نہ کہ پیدا شدہ بچے کی۔ لہذا ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک وہ زکی غلام پیدا نہیں ہوا بلکہ اسکے بعد پیدا ہوگا۔ قرآن پاک میں (۱) سورۃ ہود، آیات: ۷۲ تا ۷۴ (۲) سورۃ الحجر، آیات: ۵۴ تا ۵۶ (۳) سورۃ صافات، آیات: ۱۰۱ تا ۱۰۳ (۴) سورۃ ذاریات، آیات: ۲۹ تا ۳۱ (۵) سورۃ ال عمران، آیات: ۳۹ تا ۴۱ اور ۴۶ تا ۴۸ (۶) سورۃ مریم، آیات: ۸ تا ۱۰ اور ۲۰ تا ۲۲ میں اس سنت اللہ کی واضح تصدیق ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً (سورۃ فتح آیت: ۲۴) اللہ کی اس سنت کو یاد رکھو، جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور تو کبھی بھی اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔

(۲) یہ بھی یاد رہے کہ سب سے پہلے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ''غلام مسیح الزماں'' کی پیشگوئی بشیر احمد (اول) پر چسپاں کی تھی۔ لیکن بشیر احمد اول کی وفات کے بعد آپؑ خاصے محتاط ہو گئے۔ بشیر احمد (اول) کی وفات کے بعد آپکے ہاں یکے بعد دیگرے وقفے وقفے سے تین لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد پیدا ہوئے۔ آپؑ نے ان میں سے کسی کو بھی ''غلام مسیح الزماں'' کا مصداق قرار نہیں دیا۔ جب چوتھا لڑکا مبارک احمد بتاریخ ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا تو آپؑ نے بانگ دہل زکی غلام کی پیشگوئی آپ پر چسپاں کر دی۔ لیکن ارادہ الٰہی کچھ اور تھا۔ مبارک احمد بھی چھوٹی عمر میں اذن الٰہی سے بتاریخ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو فوت ہو گیا۔ مبارک کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسکے مثیل کی خبر دے دی اور اس طرح حلیم اور زکی غلام مسیح الزماں کی پیشگوئی حضورؑ کے صلبی بیٹوں سے نکل کر آپکی روحانی ذریت کی طرف آ گئی۔ محترم خانصاحب:۔ اس سے ثابت ہوا کہ خاکسار کا دعویٰ غلام مسیح الزماں کسی غلط فہمی پر مبنی نہیں بلکہ آپ کا اس الہامی پیشگوئی کو بغیر دلیل کے حضورؑ کی صلب تک محدود کرنا سنگین غلطی ہے۔ میں نے یہاں بہت اختصار کیساتھ چند باتیں عرض

کی ہیں۔لیکن میری کتاب ’’غلام مسیح الزماں‘‘ اور میرے دیگر مضامین میں اس موضوع پر کافی تفصیل موجود ہے۔

صفحہ۴ پر ہی آپ تحریر فرماتے ہیں: ’’غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) ہونے کے دعویدار اپنے دلائل کو غلط ثابت کرنیوالے کو ایک بڑی رقم بطور انعام دینے پر تیار ہیں۔سوچئے تو سہی کہ اتنی بڑی رقم پس انداز کرنے کے بعد کیا آپ مسیحی نفس رکھتے ہیں؟‘‘

محترم خان صاحب:۔مسیح کے لفظی معنی مسح کیا گیا یعنی برکت دیا گیا یا برکت یافتہ کے ہیں۔اصطلاحی مفہوم میں یہ لفظ برکت دینے والے، روحانی بیماریاں دور کرنیوالے اور روحانی مردوں کو زندہ کرنیوالے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔میں نے اپنی کتاب میں درج کردہ دو دلائل کو غلط ثابت کرنے والے کیلئے ایک بڑی رقم (مبلغ دس لاکھ روپے) کا بطور انعام دینے کا وعدہ کیا ہے۔میرے متعلق تحقیق کیے بغیر اپنے طور پر ہی آپ نے یہ کیسے گمان کر لیا کہ شاید خاکسار بھی عام احمدیوں کی طرح بغرض پیسہ کمانے جرمنی گیا ہوگا۔جرمنی جا کر اس نے کسی طرح مبلغ دس لاکھ روپے کے برابر رقم پس انداز کر لی اور اب وہ غلام مسیح الزماں کا دعویٰ کر کے اپنے دلائل کو غلط ثابت کرنے والے کیلئے دس لاکھ روپے کا انعام پیش کر رہے ہیں۔آپکا اعتراض یہ ہے کہ اتنی بڑی رقم پس انداز کرنے والا انسان مسیحی نفس کیسے ہوسکتا ہے۔؟

خان صاحب:۔میری آپ سے گذارش ہے کہ ایسا اعتراض کرنے سے پہلے کم ازکم تقوی اور انصاف کا یہ تقاضا تھا کہ آپ میرے اور میرے خاندانی پس منظر کی تحقیق کر لیتے۔کیل میں آپ سے تعلق رکھنے والے احباب موجود ہیں اور خاکسار انکے درمیان عرصہ دراز سے رہ رہا ہے۔کم ازکم آپ ان سے پوچھ لیتے کہ خاکسار نے کون کونسے جائز و ناجائز ذرائع اختیار کر کے رقم پس انداز کی ہے۔ہاں خاکسار اسراف پسند نہیں۔مسرف تو شیطان کے بھائی ہوتے ہیں۔اللہ تعالی نے جو عطا کیا اس میں سے بطور شکرایزدی اپنی ماں، اپنے بہن بھائیوں، غرباء و مساکین اور دیگر سوالیوں وغیرہ کی جہاں تک میرے لیے ممکن ہوا خدمت ضرور کی ہے۔اطلاعاً عرض ہے کہ میں نہ تو کسی بھکاری اور نہ ہی کسی چندہ خور خاندان میں پیدا ہوا ہوں بلکہ اللہ تعالی نے مجھے ایک معزز اور صاحب جائداد زمیندار خاندان میں پیدا کیا ہے۔مجھے دس لاکھ روپے پس انداز کرنے کیلئے جرمنی آنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔خاکسار تو پاکستان چھوڑ کر دیار غیر میں آنا ہی نہیں چاہتا تھا۔یہ سب کچھ مشیت ایزدی کے تحت ہوا ہے۔یہاں مناسب نہیں کہ میں اپنے خاندانی پس منظر کا ذکر چھیڑوں۔

میں نے انتہائی اختصار کے ساتھ اپنے ایک مضمون (بنام جناب چوہدری محمد ابراہیم صاحب) میں اس موضوع سے متعلقہ چند باتیں رقم کی ہیں۔اگر فرصت ملے تو یہ مضمون ضرور پڑھیں۔مدعی ’’غلام مسیح الزماں‘‘ کا والد بوقت وفات اپنے چھوٹے یتیم بچے کیلئے اتنا ترکہ ضرور چھوڑ کر گیا تھا کہ وہ بچہ اپنے حصہ کے ترکہ میں سے اپنے دلائل کو غلط ثابت کرنے والے کو دس لاکھ روپے سے بھی کئی گناہ زیادہ بطور انعام دے سکتا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ جس مدعی کے پاس دس لاکھ روپے سے بھی کئی گناہ زیادہ اپنے باپ کا ترکہ موجود ہو تو کیا وہ مسیحی نفس ہوسکتا ہے یا کہ نہیں؟ اس سوال کا جواب دینے سے پہلے آپ سے یہ گذارش ضرور کرونگا کہ ایک صاحب عقل و فہم انسان کو چاہیے کہ کم ازکم وہ اعتراض دوسروں پر نہ کرے جو اسکے اپنے پیارے پر بھی پڑ رہا ہو۔حضرت مرزا غلام احمدؑ کو اگر چہ باقی دنیا تو نہیں لیکن ہم لاکھوں (اگر کروڑوں ہیں تو اس کا علم یا تو اللہ تعالی کو ہے یا پھر احمدی جماعت کے سربراہ کو ہوگا) احمدی موعود مسیح ضرور مانتے ہیں۔آپ ایک رئیس اور رئیس زادہ تھے۔آپؑ قادیان کے قرب و جوار میں ایک بڑی جاگیر کے مالک تھے۔۱۸۸۰ء میں آپؑ نے ایک اشتہار کے ذریعہ مخالفین اسلام کو یہ چیلنج دیا تھا کہ اگر کوئی مخالف آپکی کتاب براہین احمدیہ میں حقیقت فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاءﷺ کے سلسلے میں درج آپکے دلائل کو نمبروار توڑ دے تو آپ اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر اسے قبض و دخل دے دیں گے۔جو جائداد ۱۸۸۰ء میں دس ہزار کی تھی آجکل کے حساب سے وہ کم ازکم دس کروڑ کی بنتی ہے۔ایک رئیس اور رئیس کا بیٹا جو کروڑوں کی جائداد کا مالک تھا اگر وہ مسیح موعود ہوسکتا ہے تو پھر دس لاکھ روپے کا مالک مسیحی نفس کیوں نہیں ہوسکتا۔؟ کیا آپکا یہ اعتراض تعصب پر مبنی نہیں ہے۔؟

صفحہ۵ پر آپکے بقول ’’رئیس قادیان کئی سال دسترخوان کے بچے کھچے ٹکڑوں پر گزارا کرتا رہا۔‘‘

محترم خان صاحب:۔خاکسار آپ سب احباب جماعت کو دعوت عام دیتا ہے کہ میرے متعلق بھی تقوی اور دیانتداری کیساتھ تحقیق کر لیں۔آپکو پتہ چل جائے گا کہ خاکسار کی صاحب جائداد ہونے کے باوجود بچپن اور جوانی کس طرح غربت اور مفلسی میں گزری ہے۔جب میں پرائمری سکول ڈاور میں زیر تعلیم تھا تو ان دنوں سکول میں سردیوں میں طلباء کے لیے ملیشیا کے کپڑے پہننے لازمی تھے۔لیکن میری مرحوم ماں مجھے ملیشیے کے کپڑے خرید کر نہیں دے سکتی تھی۔اگر ادھار کپڑے خرید لیے تو سلائی کے لیے پیسے نہیں ہوتے تھے اور پھر اکثر میرے کپڑے ادھار ہی سلتے تھے۔ملیشیا کی وردی نہ ہونے کی وجہ سے اکثر استاد مار بھی لیتا تھا۔اس زمانے میں سکول کا ماہوار چندہ دس پیسے ہوا کرتا تھا لیکن میری ماں مالی تنگی کی وجہ سے دس پیسے بھی وقت پر ادا نہیں کر سکتی تھی۔گورنمنٹ مڈل سکول احمد نگر میں دوران تعلیم غربت کی یہ حالت تھی کہ سردیوں میں بھی بند جوتے کی بجائے ہوائی چپل پہن کر سکول جاتا تھا۔مجھے یاد ہے سردیوں میں صبح صبح پاؤں کو بہت ٹھنڈ لگتی تھی تو ایک جنگلی پودا ہوتا تھا جسکو ہم کھپ کہتے تھے۔سکول جاتے وقت راستہ میں ان کھپ کے پودوں کو آگ لگا کر ہم اپنے پاؤں سینکا کرتے تھے۔غربت کا یہی حال دوران میٹرک بھی رہا۔میٹرک میں خاکسار کے پاس سکول جانے کیلئے جوتے نہیں تھے۔ناچار چھ ماہ کیلئے کسی سے عاریتاً

جوتے لیکر استعمال کیے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں میرے محترم اساتذہ میں آپکا نام بھی شامل ہے۔ خاکسار نے آپ سے دہم ڈی میں معاشرتی علوم پڑھا ہے۔ دہم ڈی ۱۹۷۱ء کے گروپ فوٹو میں خاکسار اساتذہ کی قطار میں مولوی محمد اسماعیل صاحب کیساتھ بیٹھا ہوا ہے اور آپ بھی اسی قطار میں تشریف فرما ہیں۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ آئندہ زندگی میں اللہ تعالی مجھ غریب اور یتیم بچے کے ساتھ کیا رحمت کا سلوک فرمانے والا ہے۔؟ ہوسکتا ہے آپ کے ذہن رسا میں یہ سوال بھی پیدا ہو کہ اگر خاکسار صاحب جائداد تھا تو اتنی غربت کیونکر تھی۔؟ تو عرض ہے کہ اگر ایک رئیس زادہ کو اپنے والد کی وفات پر یہ غم لاحق ہوسکتا تھا کہ باپ کی پینشن کے بغیر اس کا نان ونفقہ کیسے چلے گا۔؟ اور پھر اللہ تعالی اس کی ڈھارس بندھانے کیلئے اس پر الیس اللہ بکاف عبدہ کا الہام نازل فرماتا ہے تو پھر ایک یتیم بچے کا صاحب جائداد ہونے کے باوجود مفلسی کی زندگی گزارنا کوئی بڑا عجوبہ نہیں۔؟ خان صاحب:۔ آپکا زندگی میں غربت سے سابقہ پڑا یا نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ لیکن غربت سے اللہ تعالی کی پناہ مانگنی چاہیے کیونکہ بقول مخبر صادق ﷺ غربت بعض اوقات انسان کو کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ جہاں تک روپے پیسے کا تعلق ہے تو اس کا مسیحی نفس ہونے سے کیا تعلق۔؟ آپکے خیال میں حضرت داوؑد اور حضرت سلیمانؑ کیا مسیحی نفس نہیں تھے۔؟ اگرچہ دونوں بادشاہ تھے لیکن پھر بھی دونوں مسیحی نفس تھے۔ مسیحیت تو ایک مبارک اعزاز ہے جو رب کریم کی طرف سے اپنے چنیدہ بندوں کو ملا کرتا ہے۔ اس کا دولت اور غربت سے کیا تعلق۔؟ اور اگر تعلق ہے تو وہ بھی عین منشاء الہی کے مطابق۔

صفحہ ۵ پر ہی آپ فرماتے ہیں۔ ''غلام مسیح الزماں کی شناخت کا ایک بڑا اشارہ یہ بھی دیا گیا ہے کہ وہ دل کا حلیم ہوگا۔ مصلح موعود کا دعوی کرنیوالا اگر اس پیمانہ پر پورا نہ اترے تو ہر احمدی جان جائے گا کہ اسکے دعوی میں صداقت نہیں۔''

محترم خان صاحب:۔ حضرت ابراہیمؑ بلاشک وشبہ دل کے حلیم تھے لیکن اپنے والد آذر اور اپنی قوم کو آپؑ حلیم نظر نہ آئے۔ انہوں نے تو آپ کو بت شکن (قومی خداؤں کو توڑنے والا) قرار دیا۔ اسی وجہ سے آپکے والد نے آپؑ کو کہا کہ ابراہیم میری نظروں سے دور ہو جا۔ پھر مجبوراً آپکو اپنی قوم اور اپنے علاقے سے ہجرت کرنی پڑی۔ جس طرح آپ فرماتے ہیں اسی طرح حضرت مہدی ومسیح موعودؑ بھی حلیم الطبع تھے۔ میں بھی کہتا ہوں کہ وہ ضرور تھے۔ لیکن آپؑ کی یہ حلیمی آپکی قوم، آپکے مخالفوں حتی کہ آپکے پہلے اہل وعیال کو نظر نہ آئی۔ حضرت موسیٰؑ بھی بلاشک وشبہ ایک شخص کو قتل کرنے کے باوجود بہت حلیم تھے۔ لیکن آپکی یہ حلیمی فرعون اور اسکی قوم حتی کہ آپکی اپنی قوم کو بھی آپؑ میں نظر نہ آئی۔ حضرت مریم صدیقہ کے بیٹے یسوع مسیحؑ بھی بلاشک وشبہ انتہائی حلیم واقع ہوئے تھے۔ لیکن آپکی یہ حلیمی بھی آپکے گھر والوں اور آپکی قوم کو آپؑ میں نظر نہ آئی۔ اگر نظر آجاتی تو آپکی بدبخت قوم آپکو کبھی صلیب پر نہ لٹکواتی۔ آپ نے جو مسیحی نفس یا حلیم ہونے کا ذکر فرمایا ہے تو عرض ہے کہ یہ صفات ایسی ہیں کہ انکو ماپنے کا دنیا میں کوئی پیمانہ نہیں ہے۔ اگر ایسا کوئی پیمانہ ہوتا تو مذاہب میں یہ جھگڑے پیدا نہ ہوتے۔ میری گذارش ہے کہ اللہ تعالی کے تمام برگزیدہ انبیا مسیحی نفس اور حلیم تھے۔ ہر دور میں انکے دعاوی کے ابتداء میں قلیل تعداد کو ان میں مسیحی نفسی بھی نظر آگئی تھی اور حلیمی بھی لیکن انکی قوموں کی بھاری اکثریت کو یہ عظیم المرتبت لوگ نہ مسیحی نفس نظر آئے اور نہ ہی دل کے حلیم۔ اسی طرح جہاں تک غلام مسیح الزماں سے متعلق عظیم الشان الہامی پیشگوئی کا تعلق ہے تو ایسی پیشگوئیاں امتحان سے خالی نہیں ہوا کرتیں۔ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ اسی ضمن میں فرماتے ہیں:۔

''اور یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالی کی پیشگوئیوں میں بعض امور کا اخفا اور بعض کا اظہار ہوتا ہے۔ اور ایسا ہونا شاذ ونادر ہے کہ من کل الوجوہ اظہار ہی ہو کیونکہ پیشگوئیوں میں حضرت باری تعالی کے ارادہ میں ایک قسم کی خلق اللہ کی آزمائش بھی منظور ہوتی ہے۔ اور اکثر پیشگوئیاں اس آیت کا مصداق ہوتی ہیں کہ یضل به کثیراً ویهدی به کثیراً۔ اسی وجہ سے ہمیشہ ظاہر پرست لوگ امتحان میں پڑکر پیشگوئی کے ظہور کے وقت دھوکہ کھاجاتے ہیں۔ اور زیادہ تر انکار کرنے والے اور حقیقت مقصودہ سے بے نصیب رہنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو چاہتے ہیں کہ صرف پیشگوئی کا ظاہری طور پر جیسا کہ سمجھا گیا ہو پورا ہو جائے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ مثلاً مسیح کی نسبت بعض بائبل کی پیشگوئیوں میں یہ درج تھا کہ وہ بادشاہ ہوگا۔ لیکن چونکہ مسیح غریبوں اور مسکینوں کی صورت پر ظاہر ہوا۔ اس لیے یہودیوں نے اس کو قبول نہ کیا اور اس رد اور انکار کی وجہ صرف الفاظ پرستی تھی۔ کہ انہوں نے بادشاہت کے لفظ کو فقط ظاہر پر محمول کرلیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰؑ کی توریت میں ہمارے سید ومولی محمد مصطفے ﷺ کی نسبت یہ پیشگوئی درج تھی کہ وہ بنی اسرائیل میں سے اور انکے بھائیوں میں سے پیدا ہوگا۔ اس لیے یہودی لوگ اس پیشگوئی کا منشا یہی سمجھتے رہے۔ کہ وہ بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا حالانکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسماعیل مراد ہیں۔ خدا تعالی قادر تھا کہ بجائے بنی اسرائیل کے بھائیوں کے بنی اسماعیل ہی لکھ دیتا تا کروڑ ہا آدمی ہلاکت سے بچ جاتے مگر اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس کو ایک عقدہ درمیان میں رکھ کر صادقوں اور کاذبوں کا امتحان منظور تھا۔ اسی بنا پر اور اسی مدعا کی غرض سے تمثیل کے پیرایہ میں یا استعارہ کے طور پر بہت باتیں ہوتی ہیں جن پر نظر ڈالنے والے دو گروہ ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ گروہ جو فقط ظاہر پرست اور ظاہر بین ہوتا ہے اور استعارات سے بکلی منکر ہو کر ان پیشگوئیوں کے ظہور کو ظاہری صورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ وہ گروہ ہے کہ جو وقت پر حقیقت حقہ کے ماننے سے اکثر بے نصیب اور محروم رہ جاتا ہے بلکہ سخت درجہ کی عداوت اور بغض اور کینہ تک نوبت پہنچتی ہے۔ جس قدر دنیا میں ایسے نبی یا ایسے رسول آئے جن کی نسبت پہلی کتابوں میں پیشگوئیاں موجود تھیں۔ انکے سخت منکر اور اشد دشمن وہی لوگ ہوئے ہیں، کہ جو پیشگوئیوں کے ظاہری

الفاظ کوان کی ظاہری صورت پر دیکھنا چاہتے تھے۔'' (روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۶)

پیشگوئیوں کے سلسلے میں حضورؑ اپنی جماعت کی راہنمائی فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی پیشگوئیوں اور نشانوں کو اس طور سے ظہور میں لاتا ہے کہ وہ ایک خاص طائفہ کیلئے مفید ہوں جو اسکے کاموں میں تدبر کرنے والے اور سوچنے والے اور اسکی حکمتوں اور مصالح کی تہہ تک پہنچنے والے اور عقل منداور پاکیزہ طبع اور لطیف الفہم اور زیرک اور متقی اور اپنی فطرت سے سعید اور شریف اور نجیب ہوں اور اس طائفہ کو وہ باہر رکھتا ہے جو سفلہ مزاج اور جلد باز اور سطحی خیالات والے اور حق شناسی سے عاجز اور سوءِ ظن کی طرف جلد جھکنے والے اور فطرتی شکاوت کا اپنے پر داغ رکھتے ہیں۔ وہ نافہموں کے دلوں پر رجس ڈال دیتا ہے یعنی کچھ پردہ رکھ دیتا ہے تب انکو نور ایک تاریکی دکھائی دیتا ہے اور اپنی آرزوؤں کی پیروی کرتے ہیں اور انکو چاہتے ہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے۔ اور خدا تعالیٰ کی اس فعل سے غرض یہ ہوتی ہے کہ خبیث کو طیب کے ساتھ شامل نہ ہونے دے اور اپنے نشانوں پر ایسے پردے ڈال دے جو ناپاک طبع کو پاکوں کیساتھ شامل ہونے سے روک دیں اور پاک طبع لوگوں کا ایمان زیادہ کریں اور علم زیادہ کریں اور معرفت زیادہ کریں۔ اور صدق وثبات میں ترقی دیں اور ان کی زیرکی اور حقائق شناسی دنیا پر ظاہر کریں اور ان کو اس کسرِ شان اور بے عزتی سے محفوظ رکھیں جو اس حالت میں متصور ہے۔ کہ جب ایک کج طبع اور سفلہ خیال اور نفس پرست اور نادان ان کی جماعت میں شامل ہو جائے اور ان کے ہم پہلو جگہ لے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو اسکی جماعت کے آبِ زلال کیساتھ کوئی پلید مادہ نہ مل جائے۔ اس لیے وہ ایسی خصوصیت کیساتھ اپنے نشانوں کو ظاہر کرتا ہے کہ جس خصوصیت سے غبی اور ناپاک طبع لوگ حصہ نہیں لے سکتے۔ اور صرف اس رفیع الشان نشان کو رفیع الشان لوگ دریافت کرتے ہیں۔ اور اپنے ایمان کو اس سے زیادہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ قادر تھا کہ کوئی ایسا نشان دکھاتا کہ تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت انسان جو صدہا نفسانی زنجیروں میں مبتلا ہیں بدیہی طور پر اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق اسکو مشاہدہ کر لیتے۔ مگر درحقیقت نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہوگا اور اگر کبھی ایسا ہوتا اور ہر ایک کج فطرت اپنی خواہشوں کے مطابق نشان دیکھ کر تسلی پا لیتے تو گو خدا تعالیٰ تو ایسا نشان دکھلانے پر قادر تھا اور اس بات پر قدرت رکھتا تھا کہ تمام گردنیں اس نشان کی طرف جھک جائیں اور ہر ایک نوع فطرت اس کو دیکھ کر سجدہ کرے مگر اس دنیا میں جو ایمان بالغیب پر اپنی بنا رکھتی ہے اور تمام مدار نجات پانے کا ایمان بالغیب پر ہے وہ نشان حامی ایمان نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ ربانی وجود کا سارا پردہ کھول کر ایمانی انتظام کو بکلی برباد کر دیتا اور کسی کو اس لائق نہ رکھتا کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر ثواب پانے کا مستحق رہے کیونکہ بدیہیات کا ماننا ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا۔'' (روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۰۔۲۱)

پیشگوئیوں کے سلسلے میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے یہ اقتباسات درج کرنے سے میری ہرگز یہ مراد نہیں کہ جو شخص بھی کوئی دعوی کرے تو اسکے دعوی کو آنکھیں بند کر کے قبول کر لو۔ البتہ انسان کو پیشگوئیوں کے سلسلہ میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیے۔ پیشگوئیوں کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کسی پیشگوئی کی سب علامتیں دعوی کے ابتداء ہی میں مدعی کے وجود میں پوری ہو جائیں۔ لیکن ایسا بھی کبھی نہیں ہوتا کہ کسی سچے مدعی کے وجود میں پیشگوئی کی سب علامتوں کو استعارہ یا تاویل کے رنگ میں پورا کرنا پڑے۔ پیشگوئی کے سلسلہ میں یہ یقینی بات ہے کہ اس کی مرکزی اور قطعی علامتیں صرف پیشگوئی کے اصلی مصداق میں ہی پوری ہوتی ہیں نہ کہ کسی غیر میں۔ جہاں تک میرے دعوی کا تعلق ہے تو ابھی اسے جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں۔ ابھی تو حق و باطل کا معرکہ شروع ہوا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ احباب جماعت میرا مسیحی نفس ہونا بھی دیکھ لیں گے، حلیمی بھی دیکھ لیں گے اور اسیروں کو رہا ہوتے بھی دیکھ لیں گے۔ باقی جو قبروں میں دبے پڑے ہیں یعنی جن سے آزادی ضمیر اور آزادی اظہار ایسے حقوق چھین کر انہیں زندہ درگور کر دیا گیا ہے انہیں تو آپ خوب پہچانتے ہی ہیں۔ وہ جماعت سے باہر نہیں بلکہ افراد جماعت ہی ہیں۔

سانسوں کے سلسلے کو نہ دو زندگی کا نام ۔ جینے کے باوجود بھی کچھ لوگ مر گئے

صفحہ ۶ پر آپ فرماتے ہیں:۔ ''پیشگوئی میں مذکور تخم۔ ذریت اور نسل کے الفاظ اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ موعود مصلح مسیح موعودؑ کی صلب سے ہوگا۔۔۔ لیکن مصلح موعود کیلئے یہ مقدر ہو چکا ہے۔ کہ وہ مسیح موعود کی صلب سے ہی ہوگا۔ اس کا انمٹ فیصلہ غلاماً زکیاً کے الفاظ قرآنی کو پیشگوئی میں بیان فرما کر کر دیا گیا ہے۔ لوگ ان الفاظ کو محض سطحی معنوں میں لیکر مصلح موعود کا زکی ہونا مراد لیتے ہیں اور بس۔ انہیں سوچنا چاہیے کہ اردو زبان کی پیشگوئی میں قرآنی الفاظ کو استعمال کرنے میں کیا حکمت ہے؟ کوئی تدبر کرتا تو ان دو الفاظ کے سینوں میں اتر کر ایسے موتی چن لیتا جو یہ حقیقت اس پر روشن کر دیتے کہ یہ انعام مسیح موعودؑ کی ذریت سے ہی مخصوص ہے۔ ان کی نسل کے علاوہ ان کا اور کوئی روحانی فرزند اس عظیم پیشگوئی کا مصداق نہیں ٹھہرتا۔''

قرآنی الفاظ غلاماً زکیاً کا انمٹ فیصلہ۔

محترم خان صاحب:۔ آپکے یہ سب خالی دعاوی ہیں۔ آپ کے پاس انکی کوئی دلیل نہیں۔ خاکسار اب تک قطعی طور پر یہ ثابت کر چکا ہے کہ مصلح موعود نہ تو حضورؑ کا کوئی صلبی بیٹا تھا

اورنہ ہی آپؑ سے اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس زکی غلام یعنی مصلح موعود کو آپکی صلب سے ہی پیدا کرے گا۔جیسا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اگر کوئی شخص حضورؑ کا کوئی ایسا الہام ثابت کر دے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے یہ وعدہ فرمایا ہو کہ وہ زکی غلام اسکی صلب سے ہی پیدا کرے گا تو میں سمجھوں گا کہ میرا ایک سوال ختم ہو گیا۔میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ پر کوئی ایسا الہام نازل نہیں فرمایا ہے۔یہ صرف آپ لوگوں کے قیاسات ہیں۔آپ جسے انمٹ فیصلہ قرار دے رہے ہیں اس انمٹ فیصلے کو تو اللہ تعالیٰ اپنے عمل سے پہلے ہی رد فرما چکا ہے۔قرآن مجید سے پتہ ملتا ہے کہ موسوی سلسلہ میں حضرت مریم ایک برگزیدہ اسرائیلی لڑکی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اسے ایک رحمت کا نشان ''غلاماً زکیاً '' کی بشارت بخشی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو یہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ ''زکی غلام'' تیری صلب سے آئندہ پیدا کرے گا بلکہ بشارت یہ تھی کہ وہ زکی غلام تیرا صلبی بیٹا ہوگا۔اس بشارت کے بعد کنواری مریم کے بطن سے قدرت الٰہی کیساتھ ایک زکی غلام جس کا نام آپ نے بحکم الٰہی مسیح عیسیٰ ابن مریم رکھا تھا پیدا ہوا۔آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمدی مریم حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو بھی انہی الفاظ میں ایک ''زکی غلام'' کی بشارت سے نوازا تھا۔اب سوال یہ ہے کہ موسوی مریم کے زکی غلام کی طرح محمدی مریم حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا زکی غلام آپکے گھر میں پیدا ہونا چاہیے تھا۔حضورؑ کے الہامات بتا رہے ہیں کہ یہ زکی غلام آپکے گھر میں پیدا نہ ہوا۔اسکے متعلق میں اسی مضمون میں مفصل لکھ چکا ہوں۔اعادہ کی ضرورت نہیں۔آپ جن قرآنی الفاظ کو انمٹ فیصلہ کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے یہ زکی غلام حضورؑ کے گھر میں پیدا نہ فرما کر آپ کے اس انمٹ فیصلے کو رد (reject) فرما دیا ہے۔مزید اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے ایسا کوئی الہامی وعدہ ہی نہیں فرمایا کہ وہ یہ زکی غلام اس کی صلب سے پیدا کرے گا۔ہم جانتے ہیں کہ نیک صلبی اولاد بھی عظیم روحانی وجودوں کیلئے روحانی ذریت کی حیثیت رکھتی ہے۔اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر اللہ تعالے چاہے گا تو اس زکی غلام کو حضورؑ کی نیک صلبی اولاد میں سے بھی پیدا کر سکتا ہے۔لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے سے ایسا کوئی وعدہ نہیں فرمایا لہذا وہ اس زکی غلام کو حضورؑ کی صلب سے پیدا کرنے کا پابند نہیں ہے۔ہم جانتے ہیں کہ امت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے علاوہ کسی ولی یا مجدد کو مریمی روحانی مقام نہیں بخشا۔آپکو مریمی روحانی مقام بخشنے میں اللہ تعالیٰ کی یہ منشاء تھی کہ بعد ازاں اس محمدی مریم کی دعا اور روحانی توجہ کے نتیجہ میں ایک زکی غلام پیدا کرنا تھا۔وہ زکی غلام آپؑ کا اسی طرح روحانی فرزند ہے جس طرح خود آپؑ حضرت محمد ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔

حضرت مسیح ابن مریمؑ کی ولدیت کا نظریہ۔

محترم خان صاحب:۔آپ نے اپنے مضمون کے صفحات ۷ سے لیکر ۱۳ تک حضرت مسیح ابن مریمؑ کی ولدیت کے متعلق ایک نظریہ پیش کیا ہے۔سر دست میں اسکی اصابت یا عدم اصابت پر بحث نہیں کرتا۔نظریہ قائم کرنے کا حق ہر انسان کو حاصل ہے۔وہ کلام جو آمنہ کے لال ﷺ کے دل پر نازل ہوا تھا اتنا عظیم الشان آسمانی کلام ہے کہ ہر دور کے انسانوں کیلئے راہنما، فرقان اور حکم کی حیثیت رکھتا ہے۔اگر کسی نظریہ کو قرآن مجید سے تائید نہ ملے تو پھر وہ نظریہ نظر ثانی کے لائق ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل اٰدم ط خلقه من ترابٍ ثم قال له کن فیکون٥ (ال عمران۔۶۰) ترجمہ۔عیسیٰ کا حال اللہ کے نزدیک یقیناً آدم کے حال کی طرح ہے اسے اس نے خشک مٹی سے پیدا کیا۔پھر اسکے متعلق کہا کہ تو وجود میں آجا تو وہ وجود میں آنے لگا۔اب سوال یہ ہے کہ آدم کا کوئی باپ تھا۔؟ اگر نہیں تھا تو عیسیٰ کا باپ کہاں سے آگیا۔؟ صفحہ ۷ پر آپ فرماتے ہیں۔''لفظ روحنا کا مصداق جبرائیل یا اس جیسی کوئی اور غیر مرئی مخلوق نہیں دلیل یہ کہ فرشتوں میں روح نہیں ہوتی۔'' جواباً عرض ہے کہ فرشتے تو بذات خود روحانی وجود ہیں۔انہیں انسانوں کی طرح روح کی ضرورت نہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔تعرج الملٰکة والروح الیه فی یومٍ کان مقداره خمسین الف سنةٍ ٥ (سورة معارج۔۵) ترجمہ۔فرشتے اور جبرائیل اس (خدا) کی طرف اتنے وقت میں چڑھتے ہیں جسکی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوتی ہے۔خان صاحب! اگر لفظ روحنا سے مراد کوئی فرشتہ یا جبرائیل نہیں تھا تو درج بالا آیت میں روح کس مرئی مخلوق کیلئے استعمال ہوا ہے۔؟ کیا آپ اسکی وضاحت فرما سکتے ہیں۔؟ اسی صفحہ پر آپ فرماتے ہیں۔''تمام مخلوق میں صرف انسان کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ وہ روح خداوندی سے متصف ہے۔'' جواباً عرض ہے کہ میری کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کے حصہ دوم کے پہلے باب کے تیسرے عنوان ''نیکی اور مظہر/Virtue and Phenomenon'' میں ایک ضمنی عنوان بنام ''روح کی ماہیت'' ہے۔آپ اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

قرآنی نقطہ نظر کے برخلاف آپ نے حضرت مسیح ابن مریمؑ کی ولدیت ثابت کرنے کیلئے کافی صفحات خرچ کیے ہیں۔یہ یقینی بات ہے کہ آپ موسوی مسیح ابن مریمؑ کی ولدیت اسی لیے ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں تا کہ کسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مبشر زکی غلام کا آپؑ کی صلب سے پیدا ہونا ثابت ہو جائے۔اگر یہی بات ہے تو آپکا یہ خیال بھی اسی خیال سے ملتا جلتا ہے جو کہ چند ماہ پہلے مجھے اپنے ایک دوست کی زبانی سننے کا موقعہ ملا۔میرا یہ دوست آجکل فرینکفرٹ میں مقیم ہے۔وہ کسی زمانے میں احمدی رہا ہے۔چند ماہ پہلے ایک مجلس میں وہ مجھ سے پوچھنے لگا کہ غفار آپکا جماعت سے جھگڑا ختم ہو گیا ہے۔میں نے اسے کہا کہ میرا جماعت سے کوئی جھگڑا نہیں۔البتہ نظام جماعت نے میرے خلاف ایک جھگڑا بنا رکھا ہے۔میں نے اسے کہا کہ اگر نظام جماعت میرے دونوں سوالات کو بذریعہ دلیل غلط ثابت کر دے تو میرا دعوی خود بخود ختم ہو جائے گا۔ان دونوں سوالوں میں سے

ایک یہ ہے کہ خلیفہ ثانی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ ہی میں نہیں آتا چہ جائیکہ وہ مصلح موعود ہو۔؟ وہ کہنے لگے خلیفہ ثانی تو مصلح موعود نہیں تھے کیونکہ (نعوذ باللہ) حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دعاوی ہی غلط ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے اب مذہب کا علم ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ میں نے کہا کہ جناب قرآن مجید آنحضرت ﷺ کے بعد غلام نبوت کی خبر دیتا ہے۔ یہ نعمت کوئی انسان کیسے بند کرسکتا ہے؟ میں نے مزید کہا کہ پہلے زمانوں میں بھی غلام نبوت ثابت ہے جیسا کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ کے تابع اور غلام نبی تھے۔ وہ کہنے لگا کون کہتا ہے کہ حضرت ہارونؑ نبی تھے۔ میں نے کہا جناب قرآن مجید کہتا ہے۔ وہ کہنے لگا نہیں۔ حضرت ہارونؑ نبی نہیں تھے بلکہ معاون تھے۔ اس پر وہ اڑ گئے۔ میں نے دل میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور سوچنے لگا کہ میرے اس دوست کو مذہب کا خوب علم ہو گیا ہے۔ مذہب کا علم ملتے ہی اس نے حضرت مرزا صاحبؑ کو نبوت سے محروم کرنے کیلئے قرآن مجید میں مذکور ایک مستند نبی کو بھی نبوت سے فارغ کر دیا۔ یہ تھا میرے دوست کا مذہبی علم۔؟ واقعی انسان جب تعصب اور جہالت کا شکار ہو جاتا ہے تو پھر اسکا علم ''غیر قرآنی یا کالے علم'' میں بدلنا شروع ہو جاتا ہے۔ ''علموں بس کریں او یار'' میں غالباً بابا بلھے شاہؒ نے بھی ایسے ہی علم سے منع فرمایا ہوگا۔ بدقسمتی سے جب انسان ایک سچائی کا انکار کر بیٹھتا ہے تو پھر اسے آہستہ آہستہ دوسری مسلمہ سچائیوں کا بھی انکار کرنا پڑتا ہے۔ خان صاحب: آپ سے گذارش ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس طرح بھی فرما دیتا کہ ''مریم زوجہ یوسف نجار کو میں نے زکی غلام کی بشارت بخشی تھی اور پھر بشارت کے بعد وہ انکے ہاں پیدا ہو گیا'' تب بھی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا مبشر زکی غلام آپؑ کا صلبی بیٹا ثابت نہیں ہوتا اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ آئندہ آپکی صلب میں سے ہی پیدا ہوگا۔

دوستو اک نظر خدا کے لیے ۔ سید الخلق مصطفیٰؐ کے لیے

صفحات ۱۳ اور ۱۴ پر آپ لکھتے ہیں: ''الفاظ آسمانی کا یہ کمال ہے کہ وہ اپنے اندر معانی کا بحر بیکراں لیے ہوتے ہیں۔ کسی بھی انسان کی مقدرت نہیں کہ وہ ان کا مکمل ادراک کر سکے۔ اسلئے کلام نازل فرمانے والا عقدہ کشائی کیلئے مختلف اوقات میں نئے نئے اشارے دیتا رہتا ہے۔ اس کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگ ان پر تدبر کرتے رہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص پہیلی ڈالتا ہے اور جب لوگ اسے حل نہیں کر پاتے تو وہ ایک ایک کر کے کچھ اشارے دیتا ہے۔ سامعین کو بھی چند ایسے سوالات کرنے کی اجازت ہوتی ہے جن سے وہ حقیقت کو پاسکیں۔ انسانی فطرت سے آگاہ خالق نے عقدہ کشائی کیلئے مختلف اوقات میں اشارے دیئے۔ کبھی ملتے جلتے الفاظ میں تو کبھی نئے الفاظ میں اور کبھی یوں بھی ہوا کہ نئے نام لیکر انتہائی سادگی سے آنیوالے کی مزید نشان دہی کر دی گئی۔ یہ اشارے ۱۹۰۷ء تک دیئے گئے۔ اب اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونیوالا مصلح موعود نہیں ہوسکتا بالکل غلط ہے۔''

زکی غلام سے متعلق مبشر کلام الٰہی بطور پہیلی۔

محترم خان صاحب:۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر نازل ہونیوالی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی ایک بہت بڑی پہیلی ہے۔ اس پیشگوئی میں ایک لڑکے اور ایک زکی غلام کی بشارات دی گئیں۔ لڑکے کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔۔۔۔۔'' لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی وضاحت نہ فرمائی اور اس طرح وہ اس عظیم الشان پیشگوئی میں پہیلی بنا دیا گیا۔ اب یہ زکی غلام کون تھا۔؟ کیا حضرت بانیٔ جماعتؑ کا کوئی صلبی بیٹا تھا یا آپؑ کا کوئی روحانی فرزند تھا۔؟ یہی سوال پہیلی ہے۔ اس سوال کا جواب اللہ تعالیٰ تو جانتا تھا لیکن ملہم نے اپنے طور پر زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ ''لڑکا'' لکھ کر اس پہیلی کے متعلق اپنا اجتہاد ظاہر فرمایا کہ وہ میرا صلبی بیٹا ہوگا۔

دوسری بیوی کے بطن سے ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو ایک لڑکا پیدا ہوا۔ آپؑ نے اس لڑکے کا نام بشیر احمد (اول) رکھا اور زکی غلام کی پیشگوئی اس پر چسپاں کر دی۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ لڑکا ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔ بشیر احمد (اول) کی وفات پر مخالفوں نے بہت شور و غل مچایا اور ٹھٹھا اور تمسخر کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کو بہت غم لاحق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اس لڑکے کے مثیل کی بشارت عطا فرمائی۔ (تذکرہ صفحہ ۱۳۰۔۱۳۱ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱)

پھر بشیر احمد (اول) کا مثیل ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے دن پیدا ہوا۔ اب حضورؑ بہت محتاط ہو گئے۔ انہوں نے زکی غلام کی پیشگوئی بشیر الدین محمود احمد پر نہ لگائی۔ آپؑ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ واضح رنگ میں خبر دے گا تو میں اس کا اعلان کرونگا۔ (دیکھیں۔ اشتہار ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء بعنوان تکمیل تبلیغ)

بعد ازاں ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو بشیر احمد پیدا ہوئے لیکن آپؑ نے زکی غلام کی پیشگوئی اس پر بھی چسپاں نہ کی۔

پھر ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء کے دن شریف احمد پیدا ہوئے۔ آپؑ نے زکی غلام کی پیشگوئی اس پر بھی چسپاں نہ کی۔

۱۴ جون ۱۸۹۹ء کے دن آپؑ کا چوتھا صلبی بیٹا مبارک احمد پیدا ہوا۔ اب حضورؑ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی واضح رنگ میں اپنے اس چوتھے صلبی بیٹے پر چسپاں کر دی۔

(دیکھیں۔تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد۱۵صفحہ۲۲۱)

بعدازاں اس طرح ہوا کہ ۱۶۔ستمبر۱۹۰۷ء کے دن (اول الذکر بیٹے کی طرح) چوتھا صلبی بیٹا مبارک احمد بھی قضائے الٰہی کیساتھ فوت ہوگیا۔صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے دن حضورؑ کو پھر حلیم غلام کی بشارت دی گئی ۔اکتوبر۱۹۰۷ء میں بطور مثیل مبارک احمد پھر حلیم غلام کی بشارت کو دہرایا گیا۔پھر اسی حلیم اور زکی غلام سے متعلق آخری مبشر کلام ۶۔۷ نومبر۱۹۰۷ء کو نازل ہوا۔اسکے بعد ۲۶مئی۱۹۰۸ء کے دن حضورؑ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔یہ یاد رہے کہ ۱۴جون ۱۸۹۹ء کے بعد حضورؑ کے گھر میں کوئی نرینہ اولاد پیدا نہیں ہوئی ۔حضورؑ نے زکی غلام کی بشارت اپنے جس صلبی بیٹے پر بھی چسپاں کی وہی فوت ہوگیا اور جن پر چسپاں نہ کی وہ زندہ رہے۔اس الٰہی طرز عمل میں بھی افراد جماعت کیلئے ایک پیغام ہے۔لیکن ان کیلئے جو سمجھنا چاہیں۔۲۰فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے بعد غلام سے متعلق درج ذیل ترتیب سے مبشر الہامات نازل ہوئے۔

۲)۱۸۹۴ء۔''انا نبشرك بغلامٍ''۔یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ۲۱۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد۹صفحہ۴۰ حاشیہ)

۳)۱۸۹۶ء۔''انانبشرك بغلامٍ حليمٍ۔مظهر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء ۔''ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جوحق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا۔(تذکرہ صفحہ۲۳۸ بحوالہ روحانی خزائن جلد۱۱صفحہ۶۲)

۴)۱۳اپریل۱۸۹۹ء۔'' اصبر ملياً ساهب لک غلاماً زکيا۔''یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔(تذکرہ صفحہ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد۱۵صفحہ۲۱۶)

۵)۲۶دسمبر۱۹۰۵ء۔''انا نبشرك بغلامٍ نافلةً لک۔نافلةً من عندی۔''ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ہماری طرف سے نافلہ ہے۔(تذکرہ صفحہ۵۰۰ بحوالہ روحانی خزائن جلد۲۲صفحہ۲۲۹)

۶)مارچ۱۹۰۶ء۔''انانبشرك بغلامٍ۔نافلةً لک۔''ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔(تذکرہ صفحہ۵۱۹ بحوالہ الحکم جلد۱۰نمبر۱۰،۲۴ مارچ۱۹۰۶ء صفحہ۱)

۷)۱۹۰۶ء۔''انا نبشرك بغلامٍ مظهر الحق و العلا۔كان الله نزل من السماء ۔''ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جوحق اور اعلیٰ کا مظہر ہو گا۔گویا آسمان سے خدا اترے گا۔(تذکرہ صفحہ۵۵۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد۲۲صفحہ۹۸تا۹۹)

۸)۱۶ستمبر۱۹۰۷ء۔''انا نبشرك بغلامٍ حليمٍ۔''ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد۱۱نمبر۳۳مورخہ۱۷ستمبر۱۹۰۷ء صفحہ۱)

۹)۶،۷نومبر۱۹۰۷ء۔''ساهب لک غلاماً زکياً۔رب هب لی ذريةً طيبةً۔انا نبشرك بغلامٍ اسمه يحييٰ۔الم تر کيف فعل ربک باصحاب الفيل ۔''(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد۱۱نمبر۴۰،۱۰نومبر۱۹۰۷ء صفحہ۳)ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

اب سوال یہ ہے کہ ۲۰فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے متعلق بشارت تو ہوچکی تھی۔اللہ تعالیٰ ضرورت حقہ کے بغیر ایک لفظ بھی الہام نہیں کیا کرتا۔۲۰فروری ۱۸۸۶ء کے بعد چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں زکی غلام سے متعلق مبشر کلام الٰہی یا جو آپکے بقول اشارے حضورؑ پر نازل ہوتے رہے۔اب سوال یہ ہے کہ زکی غلام سے متعلق ان اشاروں یا مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے اور اسکی جماعت کو کیا پیغام دے رہا تھا۔؟ان اشاروں میں پیغام الٰہی یہ تھا کہ میں اس زکی غلام کی پیدائش کی بشارت دیتا چلا آرہا ہوں اور وہ ابھی پیدا نہیں ہوا ہے۔وہ آخری بشارت کے بعد پیدا ہوگا۔اللہ تعالیٰ ان اشاروں میں سمجھا رہا تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے کسی نبی یا ولی کو کسی ایسے بچے کی بشارت دی ہو جو انکی گود میں یا انکے گھر میں کھیلتا پھر رہا ہو۔یہ بات میری سنت کے خلاف ہے۔لہٰذا زکی غلام سے متعلق مبشر کلام الٰہی کو قرآن مجید کی روشنی میں دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ۶۔۷نومبر۱۹۰۷ء تک پیدا نہیں ہوا تھا۔

جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ''الفاظ آسمانی کا یہ کمال ہے کہ وہ اپنے اندر معانی کا بحر بیکراں لیے ہوتے ہیں۔کسی بھی انسان کی مقدرت نہیں کہ وہ ان کا مکمل ادراک کرسکے۔''آپ نے یہ بالکل درست فرمایا ہے۔واقعی کسی آسمانی کلام کو جب تک اسکی تفہیم کلام نازل فرمانے والا نہ دے از خود عقل کیساتھ سمجھ لینا محال ہے۔مثلاً قرآن مجید ایک عظیم الشان آسمانی کلام ہے۔ایک صدی قبل تک اتنا بڑا عظیم الشان آسمانی کلام پاس ہونے کے باوجود امت محمدیہ حیات مسیحؑ ایسے غلط اور غیر قرآنی عقیدے پر جمی ہوئی تھی۔حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحبؑ پر اپنے آسمانی کلام کے گہرے معانی کا انکشاف فرماتے ہوئے سمجھایا کہ حضرت مسیح ناصریؑ میرا ایک بندہ اور نبی تھا۔باقی بندوں اور انبیا کی طرح وہ بھی فوت ہوچکا ہے۔حضرت مرزا صاحبؑ نے اس الٰہی راہنمائی کی روشنی میں امت محمدیہ کی راہنمائی فرمائی کہ حیات مسیحؑ کا عقیدہ سراسر ایک باطل اور غیر قرآنی عقیدہ ہے۔حضرت مسیح ابن

مریمؑ فوت ہو چکے ہیں۔ آپؑ نے امت محمدیہ سے حیات مسیحؑ کے متعلق ایک قرآنی آیت کی درخواست بھی کی جو امت پوری نہ کر سکی۔ لیکن اسکے باوجود قلیل تعداد میں متقی اور عاجز لوگوں نے اس باطل عقیدے کو چھوڑا جبکہ امت کی اکثریت آج تک اس باطل اور غیر قرآنی عقیدے پر اڑی ہوئی ہے۔ اسی طرح ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں جوزکی غلام کے متعلق بشارت دی گئی تھی وہ بظاہر کافی تھی۔ لیکن اللہ تعالی کے علم میں تھا کہ میرے برگزیدہ بندے کے ایک صلبی بیٹے نے پہلے ایک غلط دعوی مصلح موعود کرنا ہے اور پھر اس دعوی کی آڑ لیکر ایک غیر اسلامی اور بیہودیانہ نظام کیساتھ اپنے عظیم والدؑ کی روحانی ذریت کو یرغمال بنانا تھا۔ اب اللہ تعالی نے حضورؑ کے اس ادنی غلام پر یہ انکشاف فرمایا ہے کہ تو افراد جماعت کو بتا کہ قرآن پاک کی روشنی میں جب ہم زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر کلام الٰہی کو دیکھتے ہیں تو وہ ہمیں درج ذیل دو نتائج پر پہنچاتا ہے۔

(اول) کوئی بھی ایسا شخص جو غلام مسیح الزماں سے متعلق نازل ہونیوالے آخری مبشر الہام جو ۶ ، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا تھا، سے پہلے پیدا ہوا، خواہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی ذریت میں داخل تھا یا دونوں روحانی اور جسمانی ذریت میں داخل تھا، غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود سے متعلق الہامی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ اس طرح حضورؑ کی نرینہ اولاد بشمول خلیفۃ المسیح الثانی غلام مسیح الزماں کی بشارت سے باہر نکل گئی۔ کلام الٰہی کے برخلاف ان میں سے کوئی بھی مصلح موعود کی الہامی پیشگوئی کا مصداق نہیں بن سکتا۔

(دوم) ہر وہ شخص جو غلام مسیح الزماں سے متعلق نازل ہونے والے آخری مبشر الہام جو ۶ ، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا تھا، کے بعد پیدا ہوا، خواہ وہ حضورؑ کی روحانی ذریت میں داخل ہو یا دونوں روحانی اور جسمانی ذریت میں داخل ہو، اگر اللہ تعالی ایسے کسی انسان کو غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کا مصداق بنانا چاہے تو وہ بن سکتا ہے۔

دنیا میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کوئی پہلے نبی نہیں تھے جنہیں ایک زکی غلام کی بشارت ملی تھی بلکہ آپؑ سے پہلے حضرت ابراہیمؑ، حضرت ذکریاؑ اور حضرت مریمؑ کو اللہ تعالی نے حلیم، علیم، یحیٰؑ اور ایک زکی غلام کی بشارتیں دی تھیں۔ بشارتوں کے وقت ان بچوں میں سے کسی کا بھی وجود نہیں تھا بلکہ ان بچوں کے والدین نے اللہ تعالی سے التجا کی تھی کہ ہمارے ہاں یہ بچے کیسے پیدا ہونگے۔؟ جواباً اللہ تعالی نے فرمایا تھا کہ ضرور پیدا ہونگے۔ محترم خان صاحب:۔ سب جانتے ہیں کہ ۶ ۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک زکی غلام کی بشارت ہوتی رہی۔ یہ بشارتیں محض اشارے نہیں تھے بلکہ زکی غلام کی پیدائش کے متعلق اشارے تھے کہ وہ ۶ ۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک پیدا نہیں ہوا۔ اگر آپ قرآن مجید سے کسی ایک نبی یا ولی کے متعلق کوئی ایسی مثال پیش کر دیں کہ کوئی بچہ انکی گود میں تھا یا ان کے گھر میں کھیلتا پھر رہا تھا اور پھر بھی اس کی پیدائش کے متعلق اللہ تعالی انہیں بار بار بشارتیں نازل فرماتا رہا تھا۔ صرف ایک مثال؟ تو پھر نہ صرف میں بلکہ ساری دنیا مان جائے گی کہ مصلح موعود ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہو سکتا تھا۔ لیکن چونکہ یہ بات ہی غیر معقول ہے اور قرآن مجید میں کوئی ایسی غیر معقول مثال ہی نہیں ملتی تو پھر مصلح موعود کے متعلق آپ کا ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونے کا استدلال کلیتہً غلط ہے۔ یہ خاکسار کا نہیں بلکہ قرآن مجید کا فیصلہ ہے اور قرآن مجید کے اس فیصلے کو کوئی مسلمان چیلنج کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ حضورؑ فرماتے ہیں ”قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے انکو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔“ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۳)

مضمون کے صفحہ ۱۵ پر آپ لکھتے ہیں۔ ”کلام آسمانی میں دعوت تدبر سے حوصلہ پا کر ہم اور آگے بڑھتے ہیں۔ ہم نے مصلح موعود کا پتہ ڈھونڈنا ہے۔ منزل اسلئے آسان ہے کہ ہم نے اسے صرف ایک ہی شخص کی نسل میں تلاش کرنا ہے۔ اللہ جانے دنیا میں کتنے مصلح موعود پیدا ہوں۔ ہم ایک ہی پر کیوں اکتفا کریں۔ کیا اولوالعزم بشیر الدین محمود احمد کے بعد ساری دنیا یا جماعت ایسی نیک ہو چکی ہے کہ اب اصلاح کی گنجائش نہیں رہی اگر ایسا ہے تو کسی مصلح کا انتظار کیوں؟ لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہے۔“

محترم خان صاحب:۔ آنحضور ﷺ نے اپنی امت کو اپنے بعد ایک فرزند کی خبر دی تھی کہ وہ دنیا میں آ کر ”زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔“ آپ ﷺ کے اس فرزند کیلئے امت محمدیہ میں مہدی معہود و مسیح موعودؑ کی اصطلاحیں مستعمل ہیں۔ آپ ﷺ کے اس فرزند کے متعلق بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ وہ اہل بیت میں سے ہوگا۔ بعض کا یہ خیال تھا کہ وہ حضرت سلمان فارسیؓ کی صلب میں سے ہوگا۔ بعض کا یہ بھی خیال تھا کہ وہ آپ ﷺ کی امت میں سے محض آپکا روحانی فرزند ہوگا۔ اب یہ تو ہر مسلمان جانتا ہے اور مانتا بھی ہے کہ آنحضور ﷺ کا وہ فرزند آپکی صلب میں سے نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کیلئے صلبی نسل کی بجائے روحانی نسل پسند فرمائی ہے۔ اب آیا وہ فرزند اہل بیت میں سے ہوگا یا حضرت سلمان فارسیؓ کی صلب سے ہوگا یا محض آپ ﷺ کی امت میں سے فنافی المحمد ﷺ کا روحانی مقام پانے والا محض کوئی امتی فرد ہوگا۔؟ اب سوال یہ ہے کہ اگر اس روحانی فرزند نے آنا ہے تو امت اسے کیسے ڈھونڈے گی۔؟ اور اگر وہ آ چکا ہے تو امت نے اسے کیسے ڈھونڈا ہے۔؟ آپکے اور میرے عقیدے کے مطابق بھی آنحضور ﷺ کا یہ روحانی فرزند یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ آ چکا ہے۔ قریباً ایک صدی قبل امت محمدیہ بہتر فرقوں میں بٹی ہوئی تھی اور تعداد بھی کروڑوں میں تھی۔ اتنی تعداد اور اتنے زیادہ فرقوں میں بٹے ہوئے ہونے کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ ڈھونڈنے والوں نے اسے ڈھونڈ لیا تھا۔ اگرچہ ساری امت میں ایک قلیل تعداد نے اسے قبول کیا

لیکن پھر بھی بہر حال اسے ڈھونڈ لیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ امت کی اتنی بڑی تعداد اور اتنے زیادہ فرقوں میں بٹے ہوئے ہونے کے باوجود ڈھونڈنے والوں نے اسے کیسے ڈھونڈا تھا۔؟ کیا ہم اسی طرح غلام مسیح الزماں کو نہیں ڈھونڈ سکتے۔؟ ضرور ڈھونڈ سکتے ہیں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ ہم اسے اپنی مرضی سے ڈھونڈنا چاہتے ہیں نہ کہ خدا کی مرضی سے۔ ہم جانتے ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ آنحضور ﷺ کی صلب میں پیدا نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی وہ کسی مخصوص فرقہ یا خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ بلکہ جس خاندان اور جس گاؤں میں پیدا ہوئے اس کی طرف لوگوں کی کوئی توجہ نہ تھی۔ آپؑ خود فرماتے ہیں۔ ؎

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر ۔ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی ۔ میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

پھر وہ کیا پیمانہ تھا جسکی بدولت امت کے بعض لوگوں کو وہ نظر آ گیا۔؟ اولاً۔ اس سچے مدعی کے پاس ایک آسمانی دلیل (خسوف و کسوف) تھی۔ ثانیاً۔ ڈھونڈنے والوں کے پاس تقویٰ تھا جسکی بدولت وہ انہیں بآسانی نظر آ گیا۔ اسی پیمانہ کیساتھ کیا آج غلام مسیح الزماں کو نہیں ڈھونڈا جا سکتا۔؟ لہذا خان صاحب:۔ آپ کا یہ فرمانا کہ ''ہم نے مصلح موعود کا پتہ ڈھونڈنا ہے۔ منزل اسلئے آسان ہے کہ ہم نے اسے صرف ایک ہی شخص کی نسل میں تلاش کرنا ہے۔'' بے معنی اور بے وزن دلیل ہے۔ غیر متقی اور نفسانی لوگ اس مصلح موعود کو ایک خاندان میں بھی نہیں ڈھونڈ سکتے جبکہ متقیوں کیلئے اس کا کسی مخصوص نسل میں سے ہونا یا نہ ہونا کوئی مسئلہ نہیں۔ اگر کوئی ایسا دعویدار ہو جس کے پاس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے مطابق ایک قطعی اور الہامی دلیل ہو تو اسے ایک خاندان چھوڑ، پوری جماعت میں بھی ڈھونڈنا مشکل نہیں۔ یوں تو تجدید و اصلاح کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری و ساری ہے۔ مصلح آتے بھی رہیں گے اور جاتے بھی رہیں گے۔ لیکن یہاں زیر بحث معاملہ ایک موعود مصلح کا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ موعود مصلح جماعت احمدیہ میں آ چکا ہے۔؟ اگر وہ موعود مصلح بشیر الدین محمود احمد کے روپ میں آ چکا ہے تو پھر موعود مصلح کا معاملہ حل ہو چکا اور بحث ختم ہوگئی۔ لیکن کیا کوئی احمدی عالم یا غیر عالم مجھے اس بات کا ثبوت فراہم کر سکتا ہے کہ وہ موعود مصلح خلیفہ ثانی تھا۔؟ اگر کوئی ثبوت فراہم کر دے تو میں اسے ایک زرِ کثیر بطور انعام دینے کیلئے تیار ہوں۔ لیکن یاد رکھیں کہ خلیفہ ثانی کو مصلح موعود ثابت کرنا تو در کنار وہ تو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے دائرہ ہی سے باہر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر خلیفہ ثانی مصلح موعود نہیں تھا تو پھر وہ کیا تھا؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟۔ ؎

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اسی صفحہ پر آگے آپ لکھتے ہیں۔'' آیئے مسیح موعودؑ کی ذریت (نسل) کو دیکھیں۔ دوسری بیوی کے بطن سے پہلا بیٹا ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوا پیشگوئی میں اسے مہمان کہا گیا تھا۔ چنانچہ وہ ایک سال بعد ہی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ دوسرے بیٹے بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں ہوئی۔ انہیں جماعت مصلح موعود گردانتی ہے۔ وہ خود اور ان کے دو بیٹے جماعت کے امام رہ کر وفات پا چکے ہیں۔''

محترم خان صاحب:۔ یہ ٹھیک ہے کہ جماعت کے کچھ لوگوں نے خلیفہ ثانی کو مصلح موعود بنانے کی غلطی کی تھی۔ لیکن انہوں نے خود بھی تو ایک حلف اٹھا کر دعویٰ کیا ہوا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق وہی موعود مصلح ہیں۔ بعد ازاں یکے بعد دیگرے آپکے دو بیٹوں نے آپکے اس خود ساختہ دعویٰ مصلح موعود کو پختہ کرنے اور دوام دینے کے سوا اور کیا ہی کیا ہے۔؟ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر قسم کا یہودیانہ حربہ استعمال کرتے ہوئے افراد جماعت کو عملاً آزادی ضمیر اور اسکے اظہار سے بھی محروم کر دیا۔ کیا یہی حقیقی اسلام ہے۔؟

آگے آپ لکھتے ہیں:۔ ''مصلح موعود کی مزید نشاندہی کیلئے ۱۸۹۴ء میں الہام ہوا انا نبشرك بغلام حليم۔ قرآن کریم میں غلام حلیم کے الفاظ ابراہیمؑ کو اسمٰعیلؑ کی پیدائش کی بشارت دینے کے سلسلہ میں استعمال فرمائے گئے۔ (الصفت:۱۰۱) مسیح موعودؑ کے موعود بیٹے کو غلام حلیم کہنا بالواسطہ انداز میں ظاہر کرتا ہے کہ موعود بیٹا انکے بیٹے اسمٰعیل کی نسل سے ہوگا۔ یعنی جس طرح خدا نے اسمٰعیلؑ کی نسل میں رسول عربی ﷺ کو پیدا کیا۔ اسی طرح مسیح موعودؑ کے اسمٰعیل کی نسل سے موعود مصلح کو پیدا فرمائے گا۔ ابراہیمؑ کے سب سے بڑے بیٹے اسمٰعیلؑ کو والد سے جدا کر دیا گیا تھا۔ دور حاضر کے ابراہیم کے سب سے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد کیساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہوا۔ اسے بھی والد سے دور رکھا گیا۔ چونکہ مسیح موعودؑ یعقوب بھی تھے اسلئے انکے ساتھ یوسف کا سا معاملہ بھی ہوا۔ ان کا یوسف (مرزا سلطان احمد) ان سے جدا کر دیا گیا۔ یوسفؑ کی طرح وہ بھی مدتوں غیروں میں رہا۔ یوسفؑ کو اپنوں نے والد سے جدا کیا تھا سلطان احمد کو بھی اپنوں نے ہی والد سے دور رکھا۔ اسکے بارہ میں انی لاجد ريح يوسف کے علاوہ ان تولی تولی کے الفاظ نازل فرمائے گئے۔ کہ اگر اس نے دوستی رکھی تو دوستی رکھی جائے گی۔ مرزا سلطان احمد نے اپنے عمل سے دوستی رکھنا ثابت کر دیا۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ صادق الوعدان سے دوستی نہ کرے اور اجر نہ دے۔''

محترم خان صاحب:۔ ''زکی غلام سے متعلق مبشر کلام الٰہی بطور پہیلی'' کے عنوان میں خاکسار موعود زکی غلام کے متعلق کافی تفصیل بیان کر چکا ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود غلام مسیح الزماں میں اللہ تعالیٰ نے بہت سارے سابقہ انبیا کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً اس کا زکی۔ حلیم۔ یحییٰ اور یوسف

ہونا وغیرہ۔اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاقؑ کو علیم کہہ کر پکارا تھا۔غلام مسیح الزماں علیم اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے متعلق فرمایا ہے کہ ’’وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا‘‘۔سورۃ الصفت کی آیت ۱۰۱ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیلؑ کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ حلیم تھا۔آپ اس سے یہ نتیجہ اخذ کر رہے ہیں کہ چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ کا بڑا بیٹا سلطان احمد حضورؑ کے لیے بمنزلہ اسمٰعیل تھا لہذا حلیم غلام مسیح الزماں مرزا سلطان کی صلب میں سے ہی پیدا ہوگا۔یہ آپکا محض خیال ہے اور آپکے پاس اسکی کوئی دلیل نہیں۔آپکے اس خیالی دعویٰ کے غلط ہونے کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ کیا حلیم غلام مسیح الزماں کے حضورؑ کی صلب سے پیدا ہونے کی کوئی شرط ہے۔ہرگز نہیں۔

(۲) دوسری وجہ یہ کہ حضرت اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کا صلبی بیٹا تھا۔کیا آپ یا جماعت احمدیہ حضورؑ کے صلبی بیٹوں میں سے کسی کے متعلق غلام مسیح الزماں ہونے کا امکان بھی ثابت کر سکتی ہے۔؟ ہرگز نہیں۔

(۳) پہلے زمانوں میں کسی نبی کو اگر کسی مخصوص صفت کے حامل صلبی بیٹے کی بشارت دی گئی تھی تو کیا یہ ضروری ہے کہ امت محمدیہ میں بھی اگر کسی نبی یا ولی کو اسی مخصوص صفت کیساتھ اللہ تعالیٰ کسی غلام کی بشارت دیتا ہے تو یہ بشارت بھی پہلے زمانوں کی طرح پوری ہوگی۔؟ ہرگز نہیں۔آپ جانتے ہیں کہ حضرت ذکریاؑ کو ایک صلبی بیٹے یحییٰؑ کی بشارت ہوئی تھی۔یہی بشارت حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو بھی ہوئی تھی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔اب سوال یہ ہے کہ آپکے کلیہ کے مطابق کیا حضورؑ کے گھر میں کوئی صلبی بیٹا بطور یحییٰ پیدا ہوا تھا۔؟ ہرگز نہیں۔اسی طرح حضرت ذکریاؑ کا یہ صلبی بیٹا حضرت یحییٰؑ نبی اللہ تھا بالکل یہی بشارت اور انہی الفاظ میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کو بھی ہوئی تھی۔بشارت کے بعد آپکے ہاں وہ بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام یحییٰ رکھا گیا۔آپکے کلیہ کے مطابق تو مجدد الف ثانیؒ کے بیٹے یحییٰ کو بھی نبی اللہ ہونا چاہیے۔اب سوال یہ ہے کہ کیا مجدد الف ثانیؒ کا یہ بیٹا نبی اللہ تھا۔؟ ہرگز نہیں۔لہذا ثابت ہوا کہ آپکا یہ کلیہ ہی غلط ہے اور سنت اللہ کے خلاف ہے۔

مزید آپ نے فرمایا ہے کہ ’’دور حاضر کے ابراہیم یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے سب سے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد کیساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہوا۔اسے بھی والد سے دور رکھا گیا‘‘۔آپ سے یہ گذارش ہے کہ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔آپ کس کو کس کیساتھ تشبیہہ دے رہے ہیں۔؟ حضرت اسمٰعیلؑ اپنے عظیم باپ سیدنا حضرت ابراہیمؑ کا انتہائی فرمانبردار بیٹا تھا۔ایک خواب سنا کر جب سیدنا حضرت ابراہیمؑ نے اپنے اس عظیم بیٹے سے اسکی رائے طلب کی تو اس ذبیح اللہؑ نے اپنے عظیم باپؑ سے کہا کہ اے میرے باپ آپکو جو حکم ملا ہے اسے بجا لایئے۔مرزا سلطان احمد نے زندگی بھر اپنے عظیم باپؑ کا کوئی دعویٰ بھی نہیں تسلیم کیا۔بلکہ اپنے عظیم باپؑ کو جھٹلانے کی کوششیں کرتا رہا۔وفات سے چند ماہ قبل مرزا سلطان احمد نے بیعت کس طرح کی یا اس سے کروائی گئی یہ ایک الگ موضوع ہے۔سردست اسے چھوڑتے ہیں۔اسی طرح آپ دور حاضر کے یعقوبؑ کے بیٹے مرزا سلطان احمد کو حضرت یعقوبؑ کے بیٹے حضرت یوسفؑ سے ملا رہے ہیں۔یاد رکھیں کہ حضرت یوسفؑ کو اسکے حاسد بھائیوں نے اپنے عظیم باپؑ سے جدا کیا تھا جبکہ مرزا سلطان احمد خود اپنے عظیم باپؑ کے نافرمان بنے۔حضرت یوسفؑ اپنے بھائیوں کے ظلم اور کنویں میں پھینکے جانے کی وجہ سے عارضی طور پر مجبوراً اپنے باپ حضرت یعقوبؑ سے دور رہا۔جبکہ مرزا سلطان نہ صرف خود اپنے عظیم باپؑ سے دور رہا بلکہ مخالفوں سے مل کر اپنے عظیم باپؑ کی ناکامی کیلئے بھی جدوجہد کرتا رہا۔باقی یہ بات درست ہے کہ اگر کوئی انسان توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اسکی طرف اپنے فضل اور رحم کیساتھ توجہ فرماتا ہے۔لیکن سوال یہ ہے کہ مرزا سلطان احمد نے اپنے عظیم باپؑ کی زندگی میں کب توبہ کی اور کب آپؑ کی فرمانبرداری میں آیا؟ محترم خان صاحب:۔ذرا سوچئے آپ کس کو کن کے ساتھ ملا رہے ہیں۔؟ باقی میں تو پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ ۶۔ ےنومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونیوالا ہر انسان اگر اللہ تعالیٰ اسے غلام مسیح الزماں کی پیشگوئی کا مصداق بنانا چاہے تو وہ اس کا مصداق بن سکتا ہے۔اس میں مرزا سلطان احمد کی صلب کی کیا تخصیص ہے۔؟ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اپنے اس بیٹے مرزا سلطان احمد کے متعلق بڑے دکھ اور درد کیساتھ لکھتے ہیں۔

’’اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اسکی تائی صاحبہ جنہوں نے اسکو بیٹا بنایا ہوا ہے،وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لیکر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اسکے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔امر ربی تھا۔اور وہی اسکو اپنے فضل و کرم سے ظہور میں لاتا۔مگر اس کام کے مدار المہام وہ لوگ ہو گئے جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا۔اور بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی۔اگر انکی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔اول یہ کہ اس نے رسول ﷺ کے دین کی مخالفت کرنی چاہی۔اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو۔اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک

بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی۔ اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔ اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر وغیور اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندہ کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو تھام لے گا۔ کیونکہ میں اسکا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اسکا باپ ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔ سو چونکہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی۔۔۔۔۔۔۔تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اسکی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔۔۔۔۔۔۔۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحات ۲۱۹ تا ۲۲۰)

محترم خان صاحب:۔ حضورؑ کے اس بیٹے کو کیا آپ حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت یوسفؑ سے تشبیہہ دے رہے ہیں۔؟ غور کریں اور سوچیں۔ لیکن اسکے باوجود بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس سلطان احمد کی نیک صلب میں سے اگر غلام مسیح الزماں بنانا چاہے تو وہ بنا سکتا تھا۔ لیکن میرا آپ سے سوال ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وہ روحانی ذریت جس میں آپ بھی شامل ہیں اور خاکسار بھی اور جنکے بزرگوں نے نہ صرف اپنے رحمی رشتہ داروں اور اپنی برادریوں کو چھوڑ کر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اپنی ہر شئے پر مقدم بھی کر لیا تھا۔ انکا کیا قصور ہے کہ جو اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو غلام مسیح الزماں نہیں بنا سکتا۔؟ کیا وہ صرف قربانیاں دینے اور ماریں کھانے کیلئے حلقہ احمدیت میں شامل کیے گئے تھے۔؟ کیا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ایک گھر یا ایک خاندان کیلئے نبی بن کر آئے تھے۔؟ نہیں نہیں بالکل نہیں۔ یہ کارنامہ آپؑ کی صلبی اولاد کا ہے کہ اس نے آپکو اپنے گھر اور خاندان کا نبی بنایا ہے اور آپؑ کی روحانی برکتیں صرف ایک گھر اور ایک خاندان تک محدود کر لی گئیں ہیں ۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ کا کوئی ایسا الہامی وعدہ دکھا دیں کہ وہ زکی غلام مسیح الزماں کو صرف حضورؑ کی صلب سے ہی کھڑا کرے گا تو پھر میں کون ہوتا ہوں اعتراض کرنے والا۔ لیکن یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کا حضورؑ سے ایسا کوئی وعدہ نہیں کہ وہ زکی غلام کو آپؑ کے تخم اور آپؑ کی ذریت و نسل سے ہی کھڑا کرے گا۔ میں حیران ہوں آپ ایسا انسان حضورؑ کے ایک ایسے بیٹے کی صلب میں سے تو غلام مسیح الزماں کے پیدا ہونے کی امید اور توقع کر رہا ہے جو اپنے عظیم باپؑ کی زندگی میں ہمیشہ مخالف اور منکر رہا اور حضورؑ کی روحانی ذریت کو بغیر کسی وجہ اور الہامی روک اوٹ کے یکسر مسترد کر رہا ہے ۔ **یہ ہے خلیفہ ثانی اور اسکے جانشینوں کی تعلیم و تربیت کا کمال۔ اگر آپ ایسے عالم کا یہ حال ہے تو پھر ایک عام احمدی جسکے پاس سوائے اجلاسوں اور چندہ دینے کے حضورؑ کی کسی کتاب کو پڑھنے کیلئے وقت ہی نہیں اس بے چارے کا کیا حال ہوگا۔؟**

صفحہ ۱۶ پر آپ لکھتے ہیں:۔ ''مسیح موعودؑ کی زندگی میں انکی دوسری اہلیہ سے تین لڑکے زندہ تھے۔ اور ایک چوتھا ان تینوں سے بڑا اور الگ تھا۔ مسیح موعودؑ لکھتے ہیں ''ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ یہ ابھی الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے وہی مبارک لڑکا ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جبکہ ایک پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔'' غور کیجئے کہ الگ وضع کا یہ پھل (بیٹا) اگر مرزا سلطان احمد نہیں تو اور کون ہو سکتا ہے۔ یوسفؑ کی طرح فضل احمد بھی مدتوں گوشہ گمنامی میں رہا۔ لیکن والد اور بیٹے دونوں کو خوشخبری دی گئی کہ اقبال کے دن آئیں گے۔''

محترم خانصاحب:۔ آپ نے جس کشف کا یہاں ذکر کیا ہے۔ یہ کشف اور اس کی تعبیر حضورؑ نے اپنے ایک انتہائی قریبی مرید حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو مورخہ ۸ جون ۱۸۸۶ء کو ایک خط میں لکھ کر بھیجی تھی۔ آپؑ لکھتے ہیں:۔

''شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین، کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحب اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے۔ وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جبکہ ایک پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳ بحوالہ مکتوب مورخہ ۸ جون ۱۸۸۶ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۶)

اولاً۔اس کشف کے وقت آپؑ کا یہ خیال تھا آپکو یہ امید لگی ہوئی تھی کہ ''زکی غلام یعنی مصلح موعود'' آپکا صلبی بیٹا ہوگا جو کہ بعد ازاں پوری نہیں ہوئی۔

ثانیاً۔اس وقت آپؑ کا یہ بھی خیال تھا کہ وہ صلبی بیٹا دوسری بیوی نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن سے نہیں بلکہ کسی اور پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ سے ہوگا۔

ثالثاً۔یہ کہ کشف میں مذکور تینوں آم یعنی صلبی بیٹے تو دوسری بیوی نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن سے پیدا ہو گئے ہیں۔

رابعاً۔یہ کہ چوتھے سبز رنگ کے بڑے پھل کا آم نہ ہونا ثابت کر رہا ہے کہ وہ حضورؑ کا صلبی بیٹا نہیں ہوگا۔وہ سبز رنگ کا بڑا پھل کوئی آسمانی ہدایت یافتہ وجود آپؑ کا کوئی روحانی فرزند یعنی غلام مسیح الزماں تھا۔

خامساً۔جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے،سلطان احمد تو اپنے محترم باپؑ کی زندگی میں منکر اور نافرمان رہا ہے۔لہٰذا وہ اس کشف میں مذکور پھلوں میں سے کسی پھل کی تعبیر میں نہیں آسکتا۔ مضمون کے صفحہ ۱۶ پر ہی آپ لکھتے ہیں:۔''۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں خواب میں مسیح موعودؑ کو دکھایا گیا کہ ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز ہے اور اسکے باپ کے سر پر سلطان کا لفظ ہے چونکہ کلام آسمانی ہے اسلئے گہرائی میں جا کر اس لفظ سے روشن دلیل کے معنے لئے گئے جو بلا شبہ درست ہیں لیکن اوپر والے کا کلام اپنی سطح پر بھی موتیوں کی دولت سے نوازتا ہے۔کیوں نہ ہم سلطان سے اسکے سطحی معنی لیکر اس سے مرزا سلطان احمد کو مراد لیں اور یہ اخذ کریں کہ غلام مسیح الزماں کی نشاندہی کیلئے اس کا سلسلہ نسب بیان فرمانا شروع کر دیا گیا ہے پھر ۱۹۰۶ء میں موعود بیٹے کی مزید نشاندہی کے سلسلہ میں الہام ہوا ینصرکم اللہ فی وقت عزیز۔حکم اللہ الرحمن لخلیفۃ اللہ السلطان۔یہاں رحمٰن کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ دوستی کا وعدہ نبھانے والی ذات بدلہ میں اپنے دوست بندہ کو اتنا کچھ دے دیتی ہے کہ اسے اس کا تصور بھی نہیں ہوتا اور سلطان کا لفظ جو ظاہر کرتا ہے۔اس کا ذکر ہم کر چکے۔''

''مرزا سلطان احمد اپنے سسرالی رشتہ داروں کے زیر اثر کچھ عرصہ مخالف دھڑے میں رہے۔رحیم و کریم مخالفت کو نہیں دیکھتا۔بندہ توبہ کر کے اصلاح کے راستہ پر گامزن ہو جائے تو وہ غزوہ احد میں مسلمانوں کو دکھ پہنچانے والے خالد بن ولید کو سیف اللہ بنا دیتا ہے۔صلح حدیبیہ کے پرخچے اڑا کر مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ کو عین حرم میں تہ تیغ کرنے والا عکرمہ جام شہادت نوش کر کے مسلمانوں کو فتح یرموک سے دوچار کرتا ہے۔دربار نجاشی میں کفار کا وکیل عمرو بن العاص اسلام قبول کرنے کے بعد فاتح مصر بنجاتا ہے۔اور مسلمانوں کے بدترین دشمن بنو امیہ کا ایک خوش قسمت جوان عمر بن عبدالعزیز خلیفہ راشد کا اعزاز حاصل کرتا ہے۔وفات سے چند ماہ پہلے (ستمبر اور اکتوبر) میں یکے بعد دیگرے انا نبشرك بغلام حلیم کے الہامات جہاں مصلح موعود کی آمد کا مکرر پتہ دیتے ہیں وہاں اس کا صلب بھی ظاہر کرتے ہیں۔''

محترم خانصاحب:۔مرزا سلطان احمد سسرالی رشتہ داروں کے زیر اثر ہو کر نہیں بلکہ بذات خود سوچتے سمجھتے ہوئے اور کسی دباؤ کے بغیر حضورؑ کے مخالف اور منکر تھے اور حضورؑ کی ساری زندگی منکر اور مخالف ہی رہے۔حضورؑ کی ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کی خواب اور اسکی تعبیر حضورؑ نے کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے۔

''۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو خواب میں مجھے یہ دکھایا گیا کہ ایک لڑکا ہے جسکا نام عزیز ہے اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا۔میں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے۔میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ عزیز عزت پانے والے کو کہتے ہیں اور سلطان جو خواب میں اس لڑکے کا باپ سمجھا گیا ہے۔یہ لفظ یعنی سلطان عربی زبان میں اس دلیل کو کہتے ہیں کہ جو ایسی بین الظہور ہو جو بباعث اپنے نہایت درجہ کے روشن ہونے کے دلوں پر اپنا تسلط کر لے۔گویا سلطان کا لفظ تسلط سے لیا گیا ہے اور سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلوں پر قبضہ کر لے۔اور طبائع سلیمہ پر اس کا تسلط تام ہو جائے۔پس اس لحاظ سے کہ خواب میں عزیز جو سلطان کا لڑکا معلوم ہوا اس کی یہ تعبیر ہوئی کہ ایسا نشان جو لوگوں کے دلوں پر تسلط کرنے والا ہوگا ظہور میں آئے گا اور اس نشان کے ظہور کا نتیجہ جس کو دوسرے لفظوں میں اس نشان کا بچہ کہہ سکتے ہیں دلوں میں میرا عزیز ہونا ہوگا جسکو خواب میں عزیز کے تمثل سے ظاہر کیا گیا۔پس خدا نے مجھے دکھلایا ہے کہ قریب ہے جو سلطان ظاہر ہو یعنی دلوں پر تسلط کرنیوالا نشان جس سے سلطان کے لفظ کا اشتقاق ہے اور اسکا لازمی نتیجہ جو اسکے فرزند کی طرح ہے عزیز ہے۔اور یہ ظاہر ہے کہ جس انسان سے وہ نشان ظاہر ہو جس کو سلطان کہتے ہیں جو دلوں پر ایسا تسلط اور قبضہ رکھتا ہے جیسا کہ ظاہری سلطان جس کو بادشاہ کہتے ہیں رعایا پر تسلط رکھتا ہے تو ضرور ہے کہ ایسے نشان کے ظہور سے اسکا اثر بھی ظاہر ہو۔یعنی دلوں پر تسلط اس نشان کا ہو کر صاحب نشان لوگوں کی نظر میں عزیز بن جائے اور جب کہ عزیز بننے کا موجب اور علت سلطان ہی ہوا یعنی ایسی دلیل روشن جو دلوں پر تسلط کرتی ہے تو اس میں کیا شک ہے کہ عزیز ہونا سلطان کیلئے بطور فرزند کے ہوا۔کیونکہ عزیز ہونے کا باعث سلطان ہی ہے جس نے دلوں پر تسلط کیا اور تسلط سے پھر یہ عزیز کی کیفیت پیدا ہوئی سو خدا تعالیٰ نے مجھ کو دکھلایا کہ ایسا ہی ہوگا۔اور ایک نشان دلوں کو پکڑنے والا اور دلوں پر قبضہ کرنے والا اور دلوں پر تسلط رکھنے والا ظاہر ہوگا جسکو سلطان کہتے ہیں۔اور اس سلطان سے پیدا ہونے والا عزیز ہوگا یعنی عزیز ہونا سلطان کا لازمی نتیجہ ہوگا کیونکہ نتیجہ بھی عربی زبان میں بچہ کو کہتے ہیں۔''

(تذکرہ صفحہ ۲۸۴ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۱۷۲ تا ۱۷۳)

خواب بین کا اپنا مخالف بیٹا سلطان احمد گھر میں موجود تھا اور عزیز احمد کے رنگ میں آپکا فرمانبردار پوتا بھی گھر میں موجود تھا۔آپؑ کے یہ سطحی موتی آپکے گھر میں موجود تھے۔لیکن آپؑ

نے انکی طرف کوئی توجہ نہ کی۔جیسا کہ آپؑ نے فرمایا ہے خواب میں عزیز تو بلاشک وشبہ آپکا روحانی فرزند غلام مسیح الزماں تھا جو کہ آپکی دعا کی قبولیت کی بدولت عزت پانے والا تھا۔ اوراس کے باپ کے نام کے سر پر جو سلطان کا لفظ تھا۔اس سلطان سے مراد وہ قطعی اور روشن دلیل (نیکی خدا ہے۔ناقل) تھی جو اس کے دعوی کی سچائی کے ثبوت میں اللہ تعالی نے اسے بخشنی تھی۔اوراس عزیز یعنی غلام مسیح الزماں کے ظہور کیساتھ خود مسیح الزماں کی قبولیت پوشیدہ تھی۔

۱۹۰۶ء میں اللہ تعالی نے حضرت مہدی و مسیح موعود کو یہ بشارت عطا فرمائی تھی۔

''نصرکم اللہ فی وقتٍ عزیزٍ ط حکم اللہ الرحمن لخلیفۃ اللہ السلطان.یوتی لہ الملک العظیم ط وتفتح علی یدہ الخزائن ط ذالک فضل اللہ ط و فی اعینکم عجیب ط۔خدا ایک عزیز وقت میں یا (ایک عزیز کے وقت میں) تمہاری مدد کریگا۔خدائے رحمٰن کا حکم ہے۔اس کے خلیفہ سلطان کیلئے۔اسکو ملک عظیم دیا جائے گا اور خزینے اسکے لیے کھولے جائیں گے۔یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۴)

حضورؑ نے نوٹ دے کر حاشیہ میں اس الہام کی یہ تشریح فرمائی ہے۔''کسی آئندہ زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی ہے،جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں کشفی رنگ میں کنجیاں دی گئی تھیں مگران کنجیوں کا ظہور حضرت عمر فاروقؓ کے ذریعہ ہوا۔خدا جب اپنے ہاتھ سے ایک قوم بناتا ہے تو پسند نہیں کرتا کہ ہمیشہ انکو لوگ پاؤں کے نیچے کچلتے رہیں۔آخر بعض بادشاہ ان کی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں اوراس طرح پر وہ ظالموں کے ہاتھ سے نجات پاتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ہوا۔'' (ایضاً حاشیہ)

اب حضورؑ کے گھر میں سلطان اور عزیز دونوں موجود تھے لیکن اس الہام کی تشریح میں آپؑ نے قطعاً ان کا نام تک بھی نہیں لیا۔دراصل اس الہام میں جو پیشگوئی بیان فرمائی گئی ہے اسکا تعلق بھی غلام مسیح الزماں سے ہی ہے۔اور جس طرح فرمایا گیا ہے اسی طرح اللہ تعالی حضورؑ کو ایک ملک عظیم بھی دے گا اور خزینے بھی آپ پر کھولے جائیں گے۔انشاءاللہ تعالی۔

محترم خانصاحب:۔باقی یہ آپ کا خیال ہے کہ غلام مسیح الزماں سلطان احمد کی صلب میں سے کھڑا ہوگا۔میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اللہ تعالی نے اپنے الہام میں کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا کہ وہ زکی غلام مسیح الزماں کو ضرور اپنے مہدی و مسیح موعودؑ کی صلب میں سے ہی پیدا کرے گا یا ضرور اسے اسکی روحانی ذریت میں ہی پیدا کرے گا۔بہرحال جب وہ آئے گا تو ''آفتاب آمد دلیل آفتاب'' کے مطابق خود ہی پتہ چل جائے گا کہ وہ کون ہے اوراس نے کہاں پیدا ہونا تھا۔؟ اللہ تعالی بہتر جانتا تھا کہ اس نے کیا کرنا تھا اور کہاں اپنی رحمت کی نظر ڈالنی تھی۔؟ وہ اپنے فیصلوں میں پوچھا نہیں جاسکتا۔

مضمون کے صفحہ ۱۵ پر آپ لکھتے ہیں:۔''خدا نے اپنے الہام میں مصلح موعود کو کامیاب یعنی مظفر کہتے ہوئے اس پر سلام بھیجا ہے۔اور بتایا ہے کہ عقل سے بہرہ ور کئے جانے کے باوجود لوگ دماغ سے کام نہیں لیتے اور حقیقت سے اس طرح آنکھیں بند کیے بیٹھے ہیں گویا مردے ہوں۔مظفر کی برکت سے وہ خواب غفلت سے بیدار ہو جائیں گے اور یوں اپنی قبروں سے باہر آجائیں گے۔یہ سب کچھ کلام الٰہی کی برکت سے ہوگا اور دین فطرت (اسلام) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔اس وقت حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ لوٹ آئیگا۔اور دنیا جواب تک غلط نظریہ پر قائم ہے حق بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگی اور یوں باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائیگا۔''

محترم خانصاحب:۔آپکے ان الفاظ میں دراصل پیشگوئی مصلح موعود کی اغراض ومقاصد پوشیدہ ہیں۔خاکسار نے ان غرض وغایات پر اپنے ایک مضمون ''خلیفہ ثانی کا دعوی مصلح موعود اوراس کا تجزیہ'' میں تفصیلاً روشنی ڈالی ہے۔یہاں مختصراً اتنا عرض کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں اللہ تعالی نے حضورؑ کو یہ بشارت عطا فرمائی تھی۔

اللہ تعالی نے اپنے کلام میں غلام مسیح الزماں کو نشان رحمت کا نام دیا ہے۔جب بھی اللہ تعالی اہل دنیا کی اصلاح وہدایت کیلئے کوئی بندہ مبعوث فرماتا ہے تو وہ اہل زمین کیلئے نشان رحمت ہی ہوا کرتا ہے۔اس الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالی نے موعود زکی غلام کو قدرت اور قربت کا نشان بھی قرار دیا ہے۔اسے فضل اور احسان کے نشان کے علاوہ فتح اور ظفر کی کلید کا خطاب بھی دیا گیا ہے۔اس پیشگوئی میں اللہ تعالی نے غلام مسیح الزماں کی بہت ساری صفات اور علامات کا ذکر فرمایا ہے لیکن۔اے مظفر! تجھ پر سلام کے الفاظ اللہ تعالی نے ملہم یعنی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کیلئے استعمال فرمائے ہیں۔خان صاحب آپ نے بجا فرمایا ہے کہ اگرچہ انسان عقل کی نعمت سے مالا مال ہیں لیکن یا تو وہ اس نعمت سے فائدہ نہیں اٹھاتے یا پھر انہیں ایسے حالات میں جکڑ دیا گیا ہے کہ وہ بیچارے غریب اپنے دماغ سے سوچنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔یوں انہیں زندہ ہوتے ہوئے زندہ درگور بنا دیا گیا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ حقیقی اسلام کے نام پر کیا گیا ہے۔موعود غلام مسیح الزماں انشاءاللہ تعالی ان زندہ درگور لوگوں کے قبروں سے نکلنے کا باعث ضرور بنے گا اور ساتھ ہی مجرموں یعنی زندہ لوگوں کو زندہ درگور کرنے والوں کی راہ بھی ظاہر ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی ۔ آہ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا، رخ پلٹ جائیگا، رت بدل جائیگی

مضمون کے صفحہ ۱۷ پر آپ لکھتے ہیں:۔''مصلح موعود غلطیوں اور گناہوں کو دور کرنے کیلئے آئے گا۔اسکی عظمت شان سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوگ مادہ پرستی اور پیر پرستی کی لعنتوں میں

ایسے جکڑے گئے ہونگے کہ انکی حالت اسیروں جیسی ہوگی۔ پھر رحمت خداوندی جوش میں آئے گی اور مسیح الزماں کا زکی بیٹا آکر ان اسیروں کو غیر مرئی زنجیروں سے نجات دلا کر انکی رستگاری کا موجب ہوگا۔ ایسے اسیر جماعت میں بھی ہوسکتے ہیں اور کل عالم میں بھی۔‘‘

محترم خانصاحب:۔ آپکے یہ الفاظ بالکل درست ہیں۔ مصلح موعود یقیناً اغلاط اور گناہوں کو دور کرنے کیلئے آئے گا۔ یادرکھیں جرائم اور غلطیوں کی نشاندہی بھی آدھی اصلاح ہوا کرتی ہے۔ ایک صدی قبل حضرت مرزا غلام احمدؑ بطور مہدی معہود و مسیح موعود مبعوث ہوئے تھے۔ آپ کے بقول حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی مخالفت بھی غیروں نے نہیں کی تھی بلکہ اپنے ہی نام نہاد مولویوں اور پیروں نے نہ صرف آپؑ کی مخالفت کی بلکہ عالم اسلام کو آپکے خلاف خوب بھڑکایا۔ آپؑ کے خلاف کفر کے فتاوی تیار کیے گئے۔ آپؑ کا اور آپکی جماعت کا حقہ پانی بند کر کے اسے دائرہ اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ لیکن اسکے باوجود آپؑ نے امت محمدیہ میں پیدا ہونے والی بعض غلطیوں کی عقل اور نقل کیساتھ اصلاح فرمائی تھی۔ مثلاً حیات مسیحؑ، ختم نبوت اور انقطاع وحی والہام وغیرہ۔ آپؑ نے نہ صرف ان غلطیوں کی اصلاح فرمائی بلکہ لوگوں کو سچے بھگوان کا درشن کروا کر انکے دلوں میں اسکی محبت بھی پیدا کی۔ مسلمانوں کو نام نہاد پیروں سے آزاد کروا کر غلبۂ اسلام کیلئے ایک صالح جماعت قائم کی۔ آپؑ اپنا مشن مکمل فرما کر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اللہ تعالی کے حضور حاضر ہوگئے۔ آپؑ کے بعد حضرت مولانا نورالدینؓ بطور خلیفۃ المسیح اول منتخب کیے گئے۔ آپؓ نے اپنے مختصر چھ سالہ دور خلافت میں دین اسلام کی خدمت کرتے ہوئے حضورؑ کے مشن کو آگے بڑھایا۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی تجدید و اصلاح میں وہ کونسی کمی رہ گئی تھی یا وہ کونسی خرابیاں تھیں جو حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے دور خلافت میں جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئی تھیں کہ ان کی اصلاح کیلئے ۱۹۱۴ء کے فوراً بعد جب کہ اصحاب احمدؑ کی کثیر تعداد زندہ موجود تھی اللہ تعالی کو ایک موعود مصلح کھڑا کرنا پڑا۔؟ حیرت تو یہ ہے کہ جو شخص کسی بھی لحاظ سے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ ہی میں نہیں آتا تھا۔ وہ جس نے ایک یہودیانہ نظام کے ساتھ حضورؑ کی روحانی ذریت کو غلام بنا کر انہیں ان دیکھی زنجیروں میں جکڑ لیا تھا۔ وہ جس نے حضورؑ کی جماعت کا قبلہ غلبۂ اسلام سے غلبۂ خاندان میں بدل دیا۔ وہ جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں مذکور مصلح موعود کی وجہ بننے والا تھا۔ وہ نہ صرف خود مصلح موعود بن بیٹھا بلکہ اندھی عقیدت میں جماعت احمدیہ بھی اسے مصلح موعود سمجھ بیٹھی۔ یہی وہ گناہ ہے، جرم ہے اور گمراہی ہے جس سے حضورؑ کے موعود زکی غلام نے جماعت احمدیہ کو نکالنا ہے انہیں نہ صرف منظّم پیرپرستی سے چھڑانا ہے بلکہ جھوٹی عقیدت کی غیر مرئی زنجیروں کو توڑ کر انہیں رستگاری بھی دلانی ہے۔ یہی وہ گناہ تھے۔ یہی وہ جرائم تھے جنکی اصلاح کیلئے حضورؑ کو اللہ تعالی نے بطور مصلح موعود ایک زکی غلام کی بشارت بخشی تھی۔ آج حضورؑ کے اس موعود زکی غلام کی مخالفت کوئی غیر نہیں کر رہا بلکہ حضورؑ کی اپنی صلبی اولاد اپنی منظّم پیری مریدی کی دوکان بچانے کے لیے نہ صرف اسکی مخالفت کر رہی ہے بلکہ ہر قسم کا جدید اور گھٹیا حربہ بھی استعمال کر رہی ہے۔ اور جماعت کے اندر نظام جماعت کے نام سے جو کڑا انتظامی نیٹ ورک کھڑا کیا گیا ہے اسکے مقاصد میں سے ایک بڑا مقصد اپنے تئیں اس آنیوالے کی راہ روکنا بھی ہے۔ کیونکہ جماعتی قیادت کے نزدیک اب اسکی حیثیت محض ایک نقب زن کی سی ہے بلکہ خلیفہ رابع تو اسے باقاعدہ رقیب بھی قرار دے چکے ہیں۔

مضمون کے صفحہ ۷ پر آپ لکھتے ہیں:۔ ’’نیند میں خواب دیکھنا برا نہیں۔ ہر فرد جانتا ہے کہ وہ ہماری مرضی سے نہیں آتے۔ کچھ خواب اضغاث الاحلام کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ تجربہ بتاتا ہے کہ بعض اوقات من پسند تعبیر درست نہیں ہوتی۔ پیشگوئی یا خواب کو ہمیشہ حقیقت پر محمل نہ کرنا چاہیے۔‘‘ اسی طرح صفحہ ۳ پر آپ لکھتے ہیں۔ ’’جرمنی میں رہائش پذیر ایک احمدی نے خود کو مسیح موعود کا وہ بیٹا (غلام) قرار دیا ہے جس کا اس پیشگوئی میں ذکر ہے۔ انہوں نے اپنے ایک خواب کی تعبیر یہ کی ہے کہ اللہ تعالی مسیح موعودؑ کی نسل کیساتھ انکا جسمانی تعلق قائم فرمائے گا۔ اس خواب کے دو ماہ بعد انہوں نے ایک کشفی نظارہ میں ایک تصویر دیکھی جسکے نیچے لکھا تھا۔ عطیۃ المجیب بنت حضرت خلیفۃ المسیح الربع۔‘‘

محترم خانصاحب:۔ آپ نے یہ سچ کہا ہے کہ نیند میں خواب دیکھنا برا نہیں اور دوسرا یہ کہ خواب انسان کی مرضی سے نہیں آتے۔ مزید آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ کچھ خواب اضغاث الاحلام کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن آپ کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ اگرچہ کچھ خواب اضغاث الاحلام کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں لیکن سارے خواب نہیں۔ یادرہے کہ اسلام میں سچی خواب اور اس کی تعبیر کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اللہ تعالی بہت ساری غیب کی باتیں رؤیا صالحہ یا سچی خوابوں کے ذریعے اپنے بندوں پر آشکار فرماتا ہے۔ خوابوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

’’تین قسم کی خوابیں ہوتی ہیں۔ ایک نفسانی، ایک شیطانی اور ایک رحمانی۔ نفسانی جیسے بلی کو چھیچھڑوں کے خواب۔ شیطانی وہ جس میں ڈر وحشت ہو۔ رحمانی خواب خدا تعالی کی طرف سے پیغام ہوتی ہے اور اسکا ثبوت صرف تجربہ ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۲۸)

حضورؑ کے ان الفاظ سے ثابت ہوگیا کہ خوابوں کی تین اقسام ہوتی ہیں اور ہر خواب کو اضغاث الاحلام کے زمرہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ رحمانی خواب سے متعلق حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں۔

''رحمانی خواب اپنی شوکت اور برکت اور عظمت اور نورانیت سے خود معلوم ہو جاتی ہے۔ جو چیز پاک چشمہ سے نکلی ہے وہ پاکیزگی اور خوشبو اپنے اندر رکھتی ہے۔ سچی خوابیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں وہ ایک پیغام کی طرح ہوتی ہیں۔ جن کے ساتھ پریشان خیالات کو کوئی مجموعہ نہیں ہوتا اور اپنے اندر ایک اثر ڈالنے والی قوت رکھتی ہیں۔ اور دل ان کی طرف کھنچے جاتے ہیں۔ اور روح گواہی دیتی ہے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔ کیونکہ اسکی عظمت اور شوکت ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتی ہے۔'' (روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۵۴)

حضور علیہ السلام کے متذکرہ بالا ارشادات سے پتہ چلتا ہے کہ رحمانی خواب، نفسانی یا شیطانی خوابوں سے بکلی امتیاز رکھتی ہے۔ ایسی خوابوں سے دل کو ایک قسم کی طمانیت اور سکینت حاصل ہوتی ہے۔ سچی خواب کا دیکھنا ایک بہت بڑا فضل ہے اور یہ فضل بچپن سے ہی خاکسار کے شامل حال رہا ہے۔ بعض اوقات تو ایسا بھی ہوا ہے کہ رات کو خواب دیکھی اور اگلے دن دوپہر سے پہلے ہی ہو بہو ظاہری طور پر خواب پوری ہوگئی۔ اب نوجوانی کی دو خوابیں یہاں لکھتا ہوں۔ یہ دونوں خوابیں میں نے ۱۹۷۷ء یا ۱۹۷۸ء میں آگے پیچھے دیکھی تھیں۔ اس وقت خاکسار تیئیس (۲۳) یا چوبیس (۲۴) سال کا تھا۔ پہلی خواب دیکھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک منظوم دعا سکھلائی جو درج ذیل ہے۔

اے میرے اللہ اب تو میری پکار سن لے
بخشش کا میں ہوں طالب، میرے غفار سن لے

میں گنہ گار بندہ در پہ ہوں تیرے آیا
شرمندگی کے آنسو اپنے ہوں ساتھ لایا

گلیوں میں رو رہا ہوں، آنسو بہا رہا ہوں
دردر کی ٹھوکریں، اے مالک میں کھا رہا ہوں

تو پاک مجھ کو کر دے اور نیک بھی بنا دے
اسلام کی محبت، دل میں میرے بٹھا دے

ہر آن رکھوں دیں کو، دنیا پہ میں مقدم
اسلام کی فتح کا، ہو فکر مجھ کو ہر دم

اسلام کی صداقت دنیا میں، میں پھیلاؤں
شمع ہدایت، ہر گھر میں، میں جلاؤں

اسلام پر جیوں میں، اسلام پر، مروں میں
ہر قطرہ اپنے خوں کا، اس کی نظر کروں میں

برائی سے بچوں، اور زباں پہ ہو صداقت
تیرے چمن کا گل ہوں گل کی تو کر حفاظت

پہلی خواب۔

ربوہ اور لالیاں کے درمیان ایک ندی ہے جو اب خشک ہو چکی ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر تھوڑا تھوڑا سبزہ تھا۔ ''خواب میں اس ندی کے شمال مغربی کنارے پر میں اچانک اپنے آپکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کھڑا پاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ ''غفار نماز پڑھا کرو اور میرے ساتھ دعا کرو''۔ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف دعا کیلئے اٹھائے اور اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے حضور متذکرہ بالا منظوم دعا پڑھ رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی''۔ جب میں نے چند ماہ پہلے چند منٹوں میں یہ دعائیہ اشعار لکھے تھے تو اس وقت مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ الہامی اشعار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالے ہیں۔ اب جب میں خواب میں حضورؑ کیساتھ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتا ہوں تب بھی مجھے کوئی ایسا خیال نہ آیا کہ میں ان منظوم اشعار کو الہامی سمجھ لوں۔ اس وقت نہ اس خواب کی تعبیر کا علم تھا اور نہ ہی اسکی تعبیر جاننے کیلئے کسی عالم کے پاس گیا۔ ہاں اتنا یقین ضرور ہوا کہ یہ ایک بڑی مبارک خواب ہے وبس۔ ایک انسان غیر شاعر ہو۔ اس نے زندگی میں کبھی شعر نہ کہا ہو۔ اچانک ایک شام اسکے دل میں مندرجہ بالا

بنے بنائے منظوم فقرے پیدا ہونے شروع ہو جائیں اور وہ انہیں لکھ لے۔ پھر چند دن کے بعد وہ مندرجہ بالا خواب دیکھے اور مسیح الزماں کے روبرو اور آپکے ساتھ اور آپؑ ہی کے فرمان کے مطابق آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ منظوم دعائیہ فقرات پڑھے۔ اور پھر ۱۹۸۳ء کے جلسہ سالانہ میں ایک خلیفہ اپنے منظوم کلام میں خواب کے اس مضمون کی تصدیق بھی کردے۔ محترم خانصاب!!! میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ اس رنگ میں دکھائی گئی خواب کو آپ نفسانی یا اضغاث الاحلام کے زمرے میں کیسے شامل کر سکتے ہیں۔؟ اگر ایسی خواب بھی اضغاث الاحلام ہو سکتی ہے تو پھر کسی ولی یا نبی کی خواب کا بھی کیا اعتبار۔؟ کیا کوئی شخص ایسی مثال دے سکتا ہے کہ کسی انسان نے میری خواب کی طرح کوئی خواب دیکھی ہو اور پھر بعد ازاں ایسی خواب نفسانی ثابت ہوئی ہو۔؟ **ایسی خواب کی صرف ایک مثال**۔ اس خواب کی تعبیر کب اور کس طرح معلوم ہوئی اس کا ذکر میں بعد میں کرونگا۔

دوسری خواب۔

ربوہ سے ملحق موضع ڈاور میں ہماری تھوڑی سی زرعی زمین ہے۔ زمین بالائی اور زیریں حصوں میں منقسم ہے۔ زمین کے بالائی حصہ پر میرے والد صاحب (مرحوم) کے زمانے میں ایک کچی حویلی تھی جسکے نقوش میرے ذہن میں اچھی طرح یاد ہیں۔ رؤیا میں ''دیکھتا ہوں کہ میں اس حویلی کے پاس کھڑا ہوں۔ اچانک دیکھتا ہوں کہ کچھ فاصلے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہماری زیریں زمین میں سے گزر رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام کو دیکھتے ہی میں آپ کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک پکڑ کر انکا بوسہ لیتا ہوں اور آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ ''حضورؑ آپ ہمارے گھر کے پاس سے گزر کر جا رہے ہیں۔ آپ ہمارے گھر آئیں اور ہمیں بھی اپنی خدمت کا شرف بخشیں''۔ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ''مجھے آگے کام ہے میں واپسی پر آپکے گھر آؤں گا''۔ آپ علیہ السلام آگے تشریف لے جاتے ہیں اور میں واپس حویلی کی طرف آجاتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لے آئے۔ آپ نے ہم سب گھر والوں کو اکٹھا کیا اور ہمیں نماز پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ پھر حضورؑ نے از راہ شفقت فرمایا ''غفار میرے ساتھ آؤ۔ آجکل ہماری زمین پر گنے کا رس نکالتے ہیں تم بھی رس پینا''۔ میری خوشی کی انتہا نہ تھی۔ میں نے ایک برتن لیا اور گھر والوں سے کہا کہ میں حضور علیہ السلام کیساتھ آپ کی زمین پر جا رہا ہوں۔ وہاں پر رس پیئوں گا اور کچھ رس لیکر بھی آؤنگا۔ پھر حضور علیہ السلام کے پیچھے پیچھے چل پڑتا ہوں۔ کافی چلنے کے بعد میں حضور علیہ السلام کے ساتھ آپ کی زمین میں داخل ہو جاتا ہوں۔ زمین اتنی پیاری تھی کہ بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ رؤیا میں ہی خیال کرتا ہوں کہ ہماری زمین تو اتنی اچھی نہیں ہے۔ ہم بھی اپنی زمین فروخت کر کے حضور علیہ السلام کی زمین کیساتھ ہی خرید لیں۔ خواہ تھوڑی ہی ملے۔ یہیں پر ہوں کہ میری آنکھ کھل گئی۔''

یہ دوسری خواب دیکھ کر بھی خوشی ہوئی لیکن خاکسار اس خواب کی تعبیر سے بھی قطعی طور پر لاعلم تھا۔ مزید یہ دونوں خوابیں ایک ایسے انسان نے دیکھیں تھیں جو نا تو کسی پیر کا بیٹا تھا اور نہ ہی کسی گدی نشین کا رشتہ دار۔ اس کی پرورش خالصتاً ایک ان پڑھ اور غیر مذہبی ماحول میں ہوئی اور وہ مذہب کی الف بے بھی نہیں جانتا تھا۔ اسکی تفصیل میری کتاب اور میرے دیگر مضامین میں موجود ہے۔ خان صاحب۔ آپ نے یہ جو لکھا ہے کہ ''اس خواب کے دو ماہ بعد انہوں نے ایک کشفی نظارہ میں ایک تصویر دیکھی جسکے نیچے لکھا تھا۔ عطیۃ المجیب بنت حضرت خلیفۃ المسیح الربع۔''

خاکسار اسکی ذرا تصحیح کرنا چاہتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ متذکرہ بالا دونوں خوابیں دیکھنے کے بعد قریباً پانچ یا چھ سال تک میں ان کی تعبیر سے بے خبر رہا۔ خاکسار حصول علم کی دھن میں اسی طرح بے خبری کے عالم میں اپنی زندگی کا سفر طے کر رہا تھا کہ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں ایک مبارک جمعہ کا دن میری زندگی میں آگیا۔ اس مبارک جمعہ کے دن ایک مبارک سجدہ میں اللہ تعالی نے میری کایا پلٹ دی۔ لگتا ہے کہ یہ ''کن فیکون'' کا معجزہ تھا۔ سجدہ سے اٹھنے کے بعد مجھ پر یہ راز کھلا کہ پہلی خواب جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھے اپنی دعا میں شامل فرماتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی اس دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں عاجز پر یہ فضل اور احسان ہوا ہے کہ آپؑ کی موعود غلامی مجھے بخشی گئی ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ط واللہ ذو الفضل العظیم۔ اس وقت بہت ساری باتیں اللہ تعالی نے مجھے بتائیں اور میری ماضی کی زندگی میرے آگے کھول کر رکھ دی۔ میں نے بچپن سے ہی اعلی تعلیم حاصل کرنے کا پختہ ارادہ کیا ہوا تھا لیکن اس وقت میرے دل میں ڈالا گیا کہ اب میں مزید دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کا خیال ترک کر دوں اور اللہ تعالی کی رضا کی پیروی کروں۔ مزید یہ بھی دل میں ڈالا گیا کہ اب تجھے علم کیلئے کسی جگہ جانے کی ضرورت نہیں۔ ہم تجھے اپنی جناب میں رجسٹر کرتے ہیں اور تجھے ہم خاص علم دیں گے اور اس میں تو ہمیشہ غالب رہے گا وغیرہ۔ اس وقت مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ علم کس قسم کا ہوگا؟ بعد میں جب اللہ تعالی نے مجھے اپنی جناب سے علم بخشنا شروع کر دیا تو پتہ چلا کہ اللہ تعالی نے جس علم کا وعدہ بخشا تھا اس سے مراد غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کا علم تھا۔ تقریباً دو ہفتے بعد یعنی شروع جنوری ۱۹۸۴ء میں دوسری خواب کی تعبیر بھی مجھے بتائی گئی جو یہ تھی کہ اللہ تعالی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک نسل کیساتھ میرا جسمانی تعلق قائم فرمائے گا۔ خواب کی یہ تعبیر معلوم ہونے پر بھی میں نے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا اور اس کی تسبیح اور تمحید کی۔ پھر غالبًا یہ مارچ ۱۹۸۴ء کا آخری عشرہ تھا کہ میں نے ایک کشفی نظارہ میں ایک تصویر دیکھی جسکے نیچے لکھا ہوا تھا۔ عطیۃ المجیب بنت حضرت خلیفۃ المسیح الربع۔ اب یہ واضح ہو گیا ہے

کہ خواب دیکھنے کے دو ماہ بعد یہ کشفی نظارہ نہیں دیکھا گیا بلکہ خواب دیکھنے کے قریباً چھ سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس خواب کی تعبیر بتائی تھی اور پھر خواب کی تعبیر معلوم ہونے کے دو ماہ بعد یہ کشفی نظارہ دیکھا گیا۔ اسکی تفصیل میری کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کے مقدمہ میں موجود ہے۔

اب سوال ہے کہ یہ خوابیں تو ۱۹۷۷ء یا ۱۹۷۸ء میں خاکسار نے دیکھی تھیں۔خوابیں دیکھنے کے بعد مجھے انکی تعبیر کا کوئی علم نہیں تھا اور نہ ہی دوسرے لوگوں کی طرح میرے دل میں یہ اشتیاق پیدا ہوا کہ میں کسی عالم کے پاس جا کر انکی تعبیر جاننے کی کوشش کروں۔محترم خانصاحب۔اگر میں نے اپنی ان خوابوں کی تعبیر اپنی پسند کے مطابق کرنی ہوتی تو میں خوابیں دیکھنے کے فوراً بعد ہی انکی کوئی تعبیر کر لیتا۔جبکہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے بتانے سے پہلے ان خوابوں کی تعبیر کا کوئی علم نہیں ہوا۔ثانیاً۔اگر میں اپنی ان خوابوں کی من پسند تعبیر کرنا بھی چاہتا تب بھی میں اپنے تصور میں بھی ان تعبیروں تک نہیں پہنچ سکتا تھا جو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتائی ہیں ثالثاً۔یہ جو کشفی نظارہ عطیۃ المجیب بنت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے متعلق دیکھا تھا۔تو یہ نظارہ بھی میں نے اسی طرح دیکھا تھا۔اب جو میں نے دیکھا ہے اسی طرح بیان کر دیا ہے۔اگرچہ خاکسار کو اپنی خواب اور اسکی تعبیر میں ذرہ برابر بھی شک نہیں لیکن پھر بھی یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بعض اوقات ایک خواب تو سچی ہوتی ہے لیکن اس کی تعبیر میں ایک نبی کو بھی اجتہادی غلطی لگ جاتی ہے۔تو پھر کسی غیر نبی کی کیا حیثیت ہے۔؟ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ آنحضرت ﷺ کی ایک مبارک خواب کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''قال ابو موسٰی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رئیت فی المنام انی أ ھاجرمن مکۃ الٰی ارض بھا نخل فذھب وھلی الٰی انھا الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب (بخاری جلد ثانی باب ہجرت النبی صلعم واصحابہ الی المدینۃ) یعنی ابو موسٰی نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کی ہے جس میں کھجوروں کے درخت ہیں۔پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یثرب۔اب دیکھو آنحضرت ﷺ نے جنکی رؤیا وحی ہے اور جن کا اجتہاد سب اجتہادوں سے اسلم اور اقوٰی اور اصح ہے اپنی رؤیا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی۔مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی۔'' (روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحات ۱۶۸۔۱۶۹)

محترم خانصاحب:۔آنحضور ﷺ کی اس مبارک خواب سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک خواب تو سچی ہوتی ہے لیکن اسکی تعبیر میں بعض اوقات غلطی لگ جاتی ہے۔یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ مجھے اب کسی دنیاوی عطیہ کی ضرورت نہیں۔اللہ تعالیٰ نے جو عطیہ بخشا ہے وہ ہر لحاظ سے میرے لیے کافی ہے۔ہاں اگر اللہ تعالیٰ نشان کے طور پر مجھے کوئی عطیہ بخشنا چاہے تو وہ قادر ہے۔

صفحات ۱۴ پر آپ لکھتے ہیں:۔'' پیشگوئی میں موعود بیٹے کی شناخت کے ضمن میں یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔کلام آسمانی پر تدبر کے نتیجہ میں ہماری تفہیم کچھ یوں ہے کہ اس میں نہ تین کی اہمیت ہے نہ چار کی بلکہ وہ ایک اہم ہے جو تین کو چار کرے گا۔ظاہر ہے کہ مادی وجود کی بجائے وہ ایسا کلام یعنی نظریہ ہوسکتا ہے جو تین کا وجود ختم کر دے گا۔ اس ایک کو ڈھونڈنے سے پہلے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ وہ تین کون ہیں جن کے مٹنے سے دنیا خوش ہو جائے گی اور مربع کی طرح اسکے چاروں خط برابر ہو جائیں گے یعنی شرق وغرب اور شمال وجنوب سب برابر ہو جائیں گے۔ظاہر ہے وہ ایک بہت بڑا بت ہے۔تثلیث کا بت۔جو کرہ ارض کے دین ومذہب سے دلچسپی رکھنے والے ہر فرد پر اسلئے حکمرانی کر رہا ہے کہ یسوع مسیح کی بن باپ پیدائش کو اس نے مان رکھا ہے۔مصلح موعود اس باطل نظریہ کا ایسا بطلان کرے گا کہ ہر کوئی اسے ماننے پر مجبور ہوگا۔بظاہر یہ بات عجیب اور ناممکن نظر آتی ہے لیکن مذہب اور سائنس کی تاریخ گواہ ہے کہ جن رومیوں نے شدید اذیتیں دے کر مسیحؑ کو صلیب پر مارنا چاہا تھا۔آج روم اور اکناف عالم میں انکی نسلیں مسیحؑ کے بت کے سامنے انتہائی عقیدت سے سرنگوں ہوتی ہیں۔جنہوں نے گلیلیو اور کوپرنیکس کا مذاق اڑایا اور انہیں اذیت سے دوچار کیا نہ صرف انکی اولادیں بلکہ کرہ ارض کے تمام لوگ ان دونوں کے نظریات کو دل وجان سے تسلیم کر کے ان گنت فائدے حاصل کر رہے ہیں۔''

محترم خانصاحب:۔خاکسار کی کتاب ''غلام مسیح الزماں'' دو حصوں پر مشتمل ہے۔حصہ اول تحقیقی حصہ ہے اور یہ ''الہامی پیشگوئی کے تجزیے'' پر مشتمل ہے۔اس حصہ میں عقلی ونقلی دلائل کیساتھ قطعی طور پر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے تینوں صلبی بیٹوں کو غلام مسیح الزماں کی بشارت سے باہر کر دیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو اپنے الہام سے بتا دیا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی غلام مسیح الزماں کی الہامی پیشگوئی کا مصداق نہیں بنے گا۔اسی حصہ میں آپکے سوال کہ ''غلام مسیح الزماں حضورؑ کی صلب میں سے پیدا ہوگا'' کا جواب بھی موجود ہے۔اس حصہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا الہامی وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ ضرور غلام مسیح الزماں کو آپکی صلب میں ہی پیدا کرے گا۔

فیصلہ کن ثبوت یا صورت

اس کتاب کا دوسرا حصہ یقیناً تخلیقی ہے اور یہ ''الہامی پیشگوئی کی حقیقت'' پر مشتمل ہے۔یہ عنوان بڑا واضح ہے۔اس سے مراد ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی بعض

مرکزی علامات اس حصہ میں موجود ہیں۔ باالفاظ دیگر ''نیکی خداہے'' کا الہامی نظریہ غلام مسیح الزماں کی مرکزی علامات سے منضبط ہوا ہے۔ جس طرح حضرت مہدیؑ کے اہل بیت میں سے ہونے یا نہ ہونے کیلئے معین تواریخ میں خسوف وکسوف فرما کر اللہ تعالیٰ نے یہ ثابت کردیا کہ وہ آنحضورﷺ کا محض روحانی فرزند تھا بالکل ایسا ہی معاملہ اللہ تعالیٰ نے غلام مسیح الزماں سے بھی فرمایا ہے۔ غلام مسیح الزماں حضورؑ کی صلب سے ہوگا یا وہ محض آپکا روحانی فرزند ہوگا اس کا فیصلہ کن ثبوت یا صورت یہ ہے کہ احباب جماعت تحقیق کرلیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کی مرکزی علامات (خودساختہ نہیں) اللہ تعالیٰ نے کس وجود میں پوری کی ہیں۔؟ کیا وہ وجود حضورؑ کی صلب سے تعلق رکھتا ہے یا کہ وہ آپ کا محض روحانی فرزند ہے۔؟ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو قبول نہیں کروگے۔؟ اب میں اختصار کے ساتھ الہامی پیشگوئی میں بیان فرمودہ چند مرکزی علامتوں کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا''

جہاں تک ''سخت ذہین وفہیم'' ہونے کا تعلق ہے تو اس ضمن میں کہا جاتا ہے کہ عام طور پر جہاں ایک معمولی ذہن رکھنے والے شخص کو کچھ نظر نہیں آتا وہاں ایک غیر معمولی ذہین شخص کو عجیب وغریب اشارے مل جاتے ہیں گویا اسے الہام ہوجاتا ہے۔ آئزک نیوٹن (Isaac Newton) نے ایک سیب کو گرتے دیکھا۔ نیوٹن سے پہلے اور بعد میں بھی انسانوں نے یہ واقعہ بیشمار مرتبہ دیکھا ہوگا۔ لیکن نیوٹن کو اس معمولی واقعہ سے ایک ایسا اشارہ ملا جس سے اس نے کشش ثقل کا ایک بہت بڑا قانون (Law of Gravitational Force) دریافت کیا۔ اسی طرح چارلس ڈارون (Charles Darwin) کو مختلف حیوانات کی مشابہت سے ایک اشارہ ملا جس سے اس نے نظریہ ارتقاء (Theory of Evolution) تشکیل دیا۔ ہر قاری کیلئے میری کتاب کا حصہ دوم خاص طور پر اس قسم کی ذہانت کے لیے آئینہ ہے۔ جہاں تک علوم ظاہری اور باطنی کا تعلق ہے تو یہاں علوم ظاہری سے مراد ہے کہ اسے حقائق الاشیاء کا بدرجہ اتم علم دیا جائے گا۔ اور علوم باطنی سے مراد ہے کہ اسے اس نور کا کامل عرفان بخشا جائے گا جو کہ محیط کل ہے یا باالفاظ دیگر اسے الٰہی صفات ''ظاہر'' اور ''باطن'' کا خاص علم دے کر اسے ظاہری و باطنی علوم سے پر کیا جائے گا۔ علم کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو جو دعائیں الہاماً سکھائی گئیں تھیں ان میں یہ دو دعائیں بھی شامل ہیں۔

(ا) رب ارنی حقائق الاشیاء۔ (تذکرہ صفحہ ۶۱۳۔ چوتھا ایڈیشن) اے میرے رب! مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔

(اا) رب ارنی انوارك الكلية ۔ (تذکرہ صفحہ ۵۳۴) اے میرے رب! مجھے اپنے وہ تمام انوار دکھلا جو محیط کل ہیں۔

یہ ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ ان الہامی دعاؤں کو غلام مسیح الزماں کے حق میں بھی قبول فرماتا اور اسے اپنی ذات کا کامل علم وعرفان بخشتا اور ایسا ہی اس نے اس عاجز کیساتھ کیا ہے۔ اب جس انسان کا ذہین وفہیم ہونا اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جانا ثابت ہوجائے تو پھر ساتھ ہی ماننا پڑے گا کہ وہ دل کا حلیم بھی ہے۔ ایک اور علامت یہ ہے کہ!

''اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے)''

اس علامت کے ضمن میں عرض ہے کہ کسی انسان کا اپنے بھائیوں میں چوتھے نمبر پر پیدا ہوجانا کوئی فضیلت کی بات نہیں۔ ہماری جماعت میں اور باقی دنیا میں لاکھوں اور کروڑوں انسان ایسے ہونگے جو اپنے بھائیوں میں چوتھے نمبر پر پیدا ہوئے ہونگے۔ خاکسار خود تین بھائیوں کے بعد چوتھے نمبر پر پیدا ہوا ہے اور اس میں میرے لیے کیا عجیب بات ہے۔؟ اصل میں اس علامت کا مطلب یہ ہے کہ دنیائے علم میں کسی تصور یا نظریہ کے سلسلہ میں علمائے سائنس کا تین پر اتفاق ہوگا اور وہ موعود غلام مسیح الزماں اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اس تصور یا نظریہ کو تین کی بجائے چار میں بدل دے گا۔ اور اس طرح وہ دنیائے علم میں تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ میری کتاب کے حصہ دوم میں آپکو یہ علامت بخوبی نظر آجائے گی۔ پیشگوئی میں بیان فرمودہ ایک اور علامت یہ ہے کہ!

''دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظهر الاول والاخر۔

مظهر الحق و العلاء كان الله نزل من السماء۔''

میں سمجھتا ہوں دراصل الہامی پیشگوئی میں موعود غلام مسیح الزماں کی یہی مرکزی علامت ہے۔ اس علامت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس موعود غلام کو اپنی صفات یعنی اول اور آخر، حق اور اعلیٰ کا بطور خاص علم بخشے گا اور اس طرح وہ ان الٰہی صفات کیساتھ علماء کے سامنے ایسا فلسفہ یعنی علم وحکمت پیش کریگا جو کہ قدیم وجدید فلاسفہ کا منہ بند کردیگا۔ دوسری خاص بات یہ کہ موعود زکی غلام ایک ''اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ'' کی شکل میں مذاہب کی بحث کو کھینچ کر دنیائے علم میں لے آئیگا۔ اور یہی وہ آسمانی حربہ ہے جس سے دین اسلام کا باقی ادیان پر

غلبہ ممکن ہوگا۔انشاءاللہ تعالی۔جو شخص بھی تعصب سے خالی ہوکر تقوی کے ساتھ میری کتاب کا حصہ دوم (یعنی الہامی پیشگوئی کی حقیقت) کا بغور وفکر مطالعہ فرمائے گا تو یہ مرکزی علامت خاکسار میں پوری ہوتے دیکھ لے گا۔

محترم خانصاحب:۔جب خاکسار یہ الہی نظریہ اللہ تعالی کی راہنمائی میں لکھ رہا تھا تو جب مجھے بتایا گیا کہ مادی مظاہر کی حالتیں تین کی بجائے چار ہیں۔تو میں سوچ میں پڑ گیا کہ مضمون تو اس وقت علم وعرفان کا شروع ہے۔اس میں مادے کی حالتوں کا ذکر کیوں آ گیا۔؟ بہر حال جس طرح اور جس رنگ میں مجھ پر انکشاف ہوتا گیا میں اسی طرح لکھتا گیا۔ بعدازاں پتہ چلا کہ یہ ”تین کو چار کرنا“ تو غلام مسیح الزماں کی ایک علامت ہے۔کیا اس ”الہی نظریہ“ یا ”اعلی انتہائی ہمہ گیر نظریہ“ میں تثلیث کا بت ٹوٹ نہیں گیا۔؟ مجھے یہ بھی علم دیا گیا ہے کہ قیامت تک طبعیاتی اور مابعدالطبعیاتی سائنسز میں تحقیق ہوتی رہے گی۔نئی نئی سچائیاں دریافت ہوتی چلی جائیں گی۔نئے نئے نظریات جنم لیں گے۔لیکن ہر مادی اور غیر مادی نظریہ بالآخر اس الہی نظریہ ”نیکی خدا ہے“ میں ضم ہوتا چلا جائے گا۔اسی لیے اس الہی نظریے کا ایک نام ”ام النظریات“ بھی مجھے بتایا گیا ہے۔نظری طور پر اس الہی نظریہ سے آگے جانا ممکن نہیں۔مزید برآں مجرد عقل کیساتھ بھی اس الہی نظریہ تک پہنچنا ممکن نہیں تھا۔ہاں اگر اللہ تعالی اپنے کسی برگزیدہ بندے کو یا جس کو وہ برگزیدہ کرنا چاہے اس کا بذریعہ الہام علم دینا چاہے تو وہ دے سکتا ہے۔مجھے بتایا گیا ہے کہ یہی الہی نظریہ غلام مسیح الزماں کا الہامی علمی اور قطعی ثبوت ہے۔کیا کوئی ہے جو میرے اس الہامی ثبوت کو جھٹلا سکے۔؟ اگر نہیں تو پھر درج ذیل شعر اپنی پوری شان شوکت کیساتھ سچا ثابت ہو گیا اور اس سے بڑھ کر کوئی اتمام حجت نہیں۔ ؎

یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدھا ۔ آج بھی دیکھنا مرد حق کی دعا، سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

مضمون کے آخری صفحہ پر آپ فرماتے ہیں۔”آپ کو اپنے خوابوں کی بدولت گہری نظر سے فلسفہ اور دینی کتب پڑھنے کی توفیق ملی۔آپ نے سربراہ کے علاوہ عالمگیر جماعت احمدیہ کے ہر فرد سے دردمندانہ درخواست کی کہ وہ آپکی راہنمائی کریں۔یہاں تک لکھا کہ آپ گمراہی کی موت نہیں مرنا چاہتے۔تلاش حق کیلئے آپکی زاری کو مجیب نے دیکھا اور سنا پھر اس احقر کے دل میں ڈالا کہ کلمہ حق آپ کو پہنچاؤں۔آپ اسے عطیۃ المجیب سمجھ لیجئے۔“

محترم خانصاحب:۔میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے اپنی خوابوں کی بدولت فلسفہ اور دینی کتب کو گہری نظر سے نہیں پڑھا بلکہ یہ خوابیں اور فلسفہ اور دینی کتب کا پڑھا جانا اللہ تعالی کے اس فضل اور احسان کی بدولت میرے لیے ممکن ہوا جو اس نے میری پیدائش سے بھی پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ط واللہ ذو الفضل العظیم۔آپ نے بجا فرمایا ہے کہ میں نے جماعت کے سربراہ کے علاوہ ہر فرد جماعت سے دردمندانہ درخواست کی تھی اور اب بھی کرتا ہوں کہ اگر میں آپ سب کی نظر میں کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوں تو جماعت احمدیہ عالمگیر کا پیدائشی ممبر ہونے کے ناطے میرا یہ حق ہے اور آپ سب کا فرض تھا اور ہے کہ مجھے اس غلط فہمی سے نکالتے نہ کہ میرا اور میرے اہل وعیال کا اخراج اور حقہ پانی بند کرتے۔میں نے اس کاوش کیلئے بطور شکریہ ایک کثیر انعامی رقم دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔میں نے یہاں تک لکھا ہے کہ ”خاکسار گمراہی کی موت نہیں مرنا چاہتا“۔کوئی یہ نہ سمجھے کہ خاکسار اپنے آپکو نعوذ باللہ گمراہ سمجھتا ہے۔ہمارے آدم کے اس آخری زمانے میں اللہ تعالی نے ہدایت کیلئے اس عاجز کو چنا ہے۔اور میں یقیناً آسمان سے ہدایت یافتہ ہوں۔میں نے یہ الفاظ اپنے آقا کی سنت میں لکھے ہیں۔جیسا آپؐ نے فرمایا ہے کہ ”تم سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو۔“ مجھے اپنی سچائی کا کامل یقین اور عرفان ہے۔اسکے باوجود میرا یہ تذلل اسی طرح ہے جس طرح میرے آقا نے فرمایا تھا۔ ؎

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول ۔ میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار
کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں پاتے ہیں جزا ۔ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار
یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند ۔ ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

یہ سب آپکا تذلل تھا حالانکہ اس آخری زمانے میں آپؐ سے بڑھ کر اسلام اور بانئے اسلام ﷺ کا خادم کون تھا اور آپؐ سے بڑھ کر کس نے دین اسلام کی خاطر دکھ اٹھائے تھے۔؟

اختتامی گذارش

محترم محمد ہارون خانصاحب:۔آپ صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں۔

”اگر آسمانی کلام سے متعلق کسی فرد جماعت کا نظریہ جماعت کے بنیادی عقائد سے متصادم نہ ہو تو اس کا حقہ پانی بند کرنا ہماری سمجھ سے باہر ہے اب تو عام ذہنی سطح کا انسان بھی جان چکا ہے کہ عقلی اختلاف امت کیلئے باعث رحمت ہوتا ہے۔افکار تازہ سے ہی نئے جہان کی نمود ہوا کرتی ہے۔انہی سے ترقی کی نئی

راہیں کھلتی ہیں اگر سوچ پر پہرے بٹھا دیئے جائیں تو امت کی زندگی جامد ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی احمدی احترام سے مسیح موعودؑ کا نام لے کر خود کو اس پیشگوئی کا مصداق کہتا ہے تو ہمیں اس کے دلائل کو سن کر اسے قائل کرنا پڑے گا۔ یا قائل ہونا ہوگا۔‘‘

آپ کے یہ الفاظ انتہائی سچے اور کھرے ہیں۔ اگر افراد جماعت اور ارباب بصیرت و اختیار ان سنہری الفاظ پر عمل کریں تو ہر جھگڑا حل ہو سکتا ہے۔ خاکسار انتہائی دکھ سے یہ لکھتا ہے کہ ہمارے جماعتی سیٹ اَپ میں نئی سوچ اور نئی فکر پر سخت قدغن ہے۔ جن لوگوں نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو قبول فرمایا ان کو کیا معلوم تھا کہ انکی سوچوں پر جبر کے تالے لگا دیئے جائیں گے اور وہ جسمانی طور پر آزاد ہوتے ہوئے بھی ذہنی طور پر اسیر بنا لیے جائیں گے۔؟ ہمارے نظام جماعت کا یہ طرز عمل اللہ تعالی کے نبی ﷺ اور اسکے مہدیؑ کی تعلیم کی عین ضد ہے۔ آنحضور ﷺ جو دین لائے تھے یعنی اسلام اور آپ کی نیابت میں حضرت مہدیؑ نے جس جماعت کی داغ بیل ڈالی اسکا مقصد اسلام کے غلبے کے علاوہ بنی نوع انسان کو ان جسمانی اور ذہنی غلامیوں سے رہائی دلانا تھا۔ لیکن ہمارے ہاں تو اسکے بالکل برعکس ہوا۔ پیدائشی آزاد انسانوں کو مذہب کی آڑ میں ذہنی غلامی کے شکنجوں میں جکڑ دیا گیا۔ اگر اس سسٹم میں کوئی شخص نئی سوچ یا نئی فکر کا اظہار کرے تو جھٹ یہ کہہ کر اسکا منہ بند کر دیا جاتا ہے کہ یہ شخص فتنہ پھیلا رہا ہے اور اسکی خوب تشہیر کی جاتی ہے۔ ایسے شخص کیساتھ اسکے ماں باپ اور اسکے بہن بھائیوں کا تعلق تک منقطع کروا دیا جاتا ہے۔ اگر اسکے باوجود بھی وہ شخص آزادی ضمیر کا مطالبہ کرے تو اس کو جماعت سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ وہی پرانا حربہ ہے جس کا استعمال عہد تاریک (چوتھی صدی عیسوی سے چودھویں صدی عیسوی تک) کے عیسائی پوپوں نے اپنے ماننے والوں پر کیا۔ اکیسویں صدی یعنی دور جدید میں معصوم احمدیوں پر اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے۔؟ یقین کریں!!!!! عیسائی پوپوں کے ایسے گھٹیا ہتھکنڈوں کی دین مصطفے ﷺ میں کوئی گنجائش نہیں۔ مسجد میں منبر کی جگہ پر کھڑے ہو کر دنیا سے آزادی ضمیر اور اسکے اظہار کا حق مانگنے والے حضورؑ کی روحانی ذریت کو سوال کا حق دینے کیلئے بھی تیار نہیں (خطبہ جمعہ ۵ دسمبر ۱۹۸۶) کہتے ہیں کہ سوال نہیں بلکہ صرف اطاعت۔ اب سوال یہ ہے کہ انسان جھوٹ کی اطاعت کس طرح کرے؟ مومن کا معیار کبھی دوہرا نہیں ہوتا۔ وہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے دوسروں کیلئے بھی وہی پسند کرتا ہے۔ خاکسار نے افراد جماعت اور جماعتی ارباب اِختیار کے آگے تین صد سوالات کی بجائے صرف تین سوالات رکھے ہیں۔ یہ سوال انتہائی سادہ اور عام فہم ہیں۔ انہیں سمجھنے کیلئے نہ کسی صرف و نحو کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی تفسیر کبیر کی۔ یہ سوالات اولاً صرف دو تھے لیکن اب محترم خان صاحب کے مضمون کے بعد تین ہو گئے ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

پہلا سوال:۔ خلیفہ ثانی کا مصلح موعود ہونا تو درکنار وہ تو قرآن مجید اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے الہامات کی روشنی میں پیشگوئی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے دائرہ ہی میں نہیں آتے۔؟

دوسرا سوال:۔ قرآن مجید اور حضورؑ کے الہامات کی روشنی میں غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کیلئے حضورؑ کی صلب میں سے پیدا ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے۔؟

تیسرا سوال:۔ خاکسار نے اپنے دعوی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود کے ثبوت میں جو الہامی، علمی اور قطعی ثبوت پیش کیا ہے۔ اس ثبوت کو کوئی انسان بھی جھٹلا نہیں سکتا۔؟

تاریخ احمدیت میں اب تک بشمول خلیفہ ثانی کئی لوگوں نے موعود مصلح ہونے کے دعاوی کیے ہیں۔ کیا کسی مدعی نے مجھ سے پہلے ڈنکے کی چوٹ پر میری طرح قطعی ثبوت کیساتھ دعوی بھی کیا ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ اگر میں (نعوذ باللہ) جھوٹا تھا تو بذریعہ دلائل مجھ جھوٹے کا خط نکالنا علمائے جماعت کیلئے کیا مشکل تھا۔؟ مگر یہ کیا بات ہے کہ صادقین مجھ جھوٹے کے آگے آگے اور یہ جھوٹا انکے پیچھے پیچھے۔؟ کیا یہ عجیب بات نہیں!!؟ ذہین اور صحت مند علماء آگے آگے اور ایک (نعوذ باللہ) فاتر العقل انکے پیچھے پیچھے۔؟ کیا یہ عجیب تماشا نہیں!!؟ میں محترم خان صاحب اور افراد جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ سب اپنے امام اور علمائے جماعت کو میرے مقابلہ پر مجبور کر کے کھڑا کریں۔ ان سے کہیں کہ یہ میرے متذکرہ بالا سوالات کو دلیل کیساتھ جھٹلا کر دکھائیں۔ اگر ہو سکے تو یہ بحث بھی ایم۔ ٹی۔ اے پر لائف نشر ہونی چاہیے تاکہ افراد جماعت دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ مغلوب ہونے کی

صورت میں خاکسار حسب وعدہ انعامی رقم فوراً ادا کردے گا۔ میں اس کیلئے ہر قسم کی پیشگی ضمانت دینے کے لیے تیار ہوں۔

خاکسار افراد جماعت کو یقین دلاتا ہے کہ یہ قبضہ گروپ کبھی بھی میرے مقابلہ پر نہیں آئے گا۔ کیونکہ یہ اپنے جھوٹ کو بخوبی جانتے ہیں۔ میری افراد جماعت سے درخواست ہے کہ آپ سب دو میں سے ایک کام ضرور کریں۔ یا تو اس قبضہ گروپ کو میرے مقابلہ کیلئے مجبور کرو اور اگر یہ میرے مقابلہ کے لیے تیار نہیں ہوتے تو تم اس قبضہ گروپ سے ہر قسم کا تعاون ختم کردو۔ کیونکہ یہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے جانشین نہیں بلکہ جھوٹ کے جانشین ہیں۔ نظام والے افراد جماعت کو اخراج اور مرنے کے بعد تمہاری تدفین کون کرے گا کی دھمکیاں دیتے ہیں؟ خاکسار افراد جماعت کو یقین دلاتا ہے کہ یہ صرف انکی دھمکیاں ہیں۔ اگر کسی جماعت میں دس افراد نے بھی مل کر انہیں میرے مقابلہ کیلئے مجبور کیا تو یہ انکو جماعت سے کبھی نہیں نکال سکتے بلکہ یہ انکی منت سماجت کریں گے۔ اگر کسی احمدی کو یہ فکر ہو کہ میرے مرنے کے بعد میری تدفین کون کرے گا۔؟ تو میں عرض کرتا ہوں کہ آج تک کسی انسان کی لاش ضائع نہیں ہوئی اور نہ ہی اللہ تعالی سچائی اور حق کی خاطر لڑنے والوں کی لاشوں کو ضائع کیا کرتا ہے۔ ایسی کسی ناگہانی صورت حال میں خاکسار سے بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے اور ایسے شہداء کی مدد کرنا میرے پر فرض ہے۔ ؎

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا ۔ اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

آخر میں ایک بار پھر میں محترم محمد ہارون خان صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ آپ کے اندر سچائی اور خدا کا خوف موجود ہے تبھی آپ نے سچ کو پرکھنے کیلئے ایک سچے اور عادلانہ طریق کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالی متقی اور سچے لوگوں کو ضائع نہیں کیا کرتا۔ آپ نے میرا حقیقی درد محسوس کیا اور پھر مجھے سمجھانے کے لیے اپنے فہم کے مطابق ایک مضمون بعنوان ''غلام مسیح الزماں؟'' کلمہ حق سمجھ کر میری طرف روانہ کیا۔ میں آپ کی اس دردمندانہ کوشش کی قدر کرتا ہوں اور اس کیلئے تہ دل سے آپ کا ممنون بھی ہوں۔ ربوہ کی مخصوص جبر و تعدی کی فضا اور ماحول میں آپکی قابل قدر علمی کاوش کو اگر میں بارش کا پہلا قطرہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔ دعا ہے اللہ تعالی آپکا وہاں بھی اور جہاں کہیں بھی آپ رہیں ہر جگہ حافظ و ناصر ہو۔ ربوہ میں بیٹھ کر ایسی جرأت رندانہ کا مظاہرہ ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔ میرے نزدیک آپکے مضمون کا دو لفظی خلاصہ یہ ہے کہ ''غلام مسیح الزماں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی صلب سے پیدا ہوگا''۔ آپ کے اس خیال کی نہ تو قرآن مجید تصدیق فرماتا ہے اور نہ ہی حضورؑ کے الہامی کلام سے اس کی سند ملتی ہے۔ آپ کے مضمون پر تبصرہ کرتے وقت میں نے ہر بات دلیل کے ساتھ پیش کی ہے۔ اگر آپ یا کوئی اور مہربان احمدی میرے مدلل موقف کو بذریعہ دلیل جھٹلا کر میری راہنمائی کرنا چاہے تو ایسی راہنمائی کو عطیہ الحبیب سمجھ کر مجھے قبول کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہوگی۔

والسلام

عبدالغفار جنبہ

۱۲۔ اگست ۲۰۰۶ء کیل جرمنی